بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی خُصُوۡصًا عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدِنِ الۡمُصۡطَفٰی

وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصۡحَابِہِ الۡبَرَرَۃِ التَّقِیِّ النَّقِیّ

امّابعد! فقیر کو بارہاخیال گذرا کہ سیّدنا یعقوب علیہ السلام پر وہابیہ کے اِلزام عدمِ علمی کو دور کرے لیکن بے بِضاعتی (محتاجی) اور عدیم الفُرصتی (مواقع کی کمی) مانع رہی ۔ آج کتاب "نور الھدی فی عُلوم ماذا تکسب غدا" کی ترتیب دے رہا تھا تو سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے عُلومِ مقدّسہ کا ذکر چل نکلا جس پر چند آیات کی فقیر نے نشان دہی کی جو کہ رسالہ ہذا میں درج ہیں اور وہابیہ دیوبندیہ کے اعتراض ۔

یکے پر سید از گم کردہ فرزند	کہ اے روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوئے پیرہن شمیدی	چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہان است	دے پیدا اور میگردم نہان است
گہے بر طارم ؛ علی نشینم	گہے بر بر پشت ھای خود نہ بینم

کا جواب اَحسن طریق سے دیا گیا ہے۔

وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡہِ اُنِیۡبُ

فقیر اویسی غفرلہ

حُسنِ اتفاق: اگر چہ فقیر نے اِسی رسالہ کو ۹۰ء میں مکمل کر لیا تھا لیکن تصانیف کے اَوراقِ مُنتَشِرہ (پھیلے ہوئے صفحات) میں ایسا چُھپا کہ یقین تھا کہ نہ ملے۔ لیکن فقیر نے جو نہی پارہ نمبر ۱۲ کی تفسیر "فیوض الرحمن "کتابت کے لئے کاتب صاحب کے حوالے کی تو یہ رسالہ اچانک اَوراقِ مُنتَشِرہ (پھیلے ہوئے صفحات) سے مل گیا۔ اِس لیے اُسے علیحدہ طبع کرانے کی بجائے تفسیر سورۃ یوسف کے ساتھ مُلحَق کیا گیا (ملا گیا) تاکہ قارئین کو قصّہ یوسف علیہ السلام پڑھنے کے بعد پہلے دو پیارے پیغمبروں کے عُلوم کے بارے میں صحیح عقیدہ نصیب ہو اور مخالفین کے غلط خیالات سے محفوظ ہوں، کسی بزرگ کو فقیر کی کاوِش پسند آئے تو فقیر کے حُسنِ خاتمہ اور قُربِ اربعہ فاطمہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا فرمائیں۔

فقط

اُویسی غفرلہٗ

بہاولپور

مُقدّمه

عقیدہ: حضراتِ انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام کو بیشمار عُلوم سے نواز گیا یہ دنیا تو اُن کے لئے ایک ذرّہ بے مقدار سے بھی کم ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اُن کے عُلومِ قُدسیہ کی بڑی شہادتیں بیان فرمائیں ہیں جنہیں فقیر نے "ازالۃ الاوھام عن عُلوم الا نبیاء علیھم السلام" میں درج کیا ہے۔

عقیدہ: مطلقاً عُلومِ ربّانیہ (الہامی علوم) انبیاء علیہم السلام کے لئے ماننا فرض ہے جسے عُلومِ غیبیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جن کے (علی الاطلاق) منکر، کافر، بے دین ہیں۔

عقیدہ: انبیاء علیہم السلام کے اَقوال تخمینہ (اندازے) اور اَٹکل پچّو سے پاک ہوتے ہیں بلکہ اُن کا قول وحی رَبّانی پر مشتمل ہوتا ہے خصوصاً جو مضامین قرآن میں آئے ہیں اُنہیں تخمینہ (اندازے) اور اَٹکل پچّو سے تعبیر کرنا کفر ہے۔

عقیدہ: انبیاء علیہم السلام پر بدگمانی کرنا کفر اور بے دینوں کا شیوہ (طریقہ) ہے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "رد الزندیق عن الصدیقه بنت الصدیق"[۱] میں ملاحظہ فرمائیں۔

عقیدہ: حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے صاحبزادہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جُملہ حالات کا علم تھا۔ جُدائی سے لے کر صال تک اُن کے بھائیوں کی تکالیف رَسانی سے لیکر شاہی تخت پر جلوہ گری تک اور پھر بھائیوں سمیت اُن کو سجدہ کرنے تک جُملہ حالات جانتے تھے جن کی شہادت آیاتِ قرآنیہ اور اَحادیثِ مُقدّسہ اور تَفاسیر عُلمائے مِلّت و آئمہ مِلّت سے ملتی ہے۔ لیکن ظاہر نہ کرنے کے مامور تھے۔ اور مُفارَقت (جُدائی) کی وجہ سے روتے رہے اور یہ دونوں باتیں لاعلمی کی دلیل نہیں بنتیں۔ تفصیل آگے آئے گی۔

قواعدِ علمیہ ا۔ انبیاء علیہم السلام علی الخصوص اور مؤمنین کے خواب علی العموم نُبوّت کا ایک جُزو ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔[۲]

اِسی طرح انبیاء علیہم السلام کے خواب کی تعبیر بھی۔ چنانچہ صاحبِ روح البیان لکھتے ہیں کہ

فلهذا كانت الرؤيا الصالحة جزأ من أجزاء النبوة لأنها فرع من الوحي الصادر من الله وتأويل الرؤيا جزء أيضا من أجزاء النبوة لأنه علم لدني يعلمه الله من يشاء من عباده[۳]

یعنی سچا خواب نُبوّت کا ایک جُز ہے کیونکہ وہ اللہ کی وحی میں ایک فَرع ہے اِسی طرح تعبیر بھی اَجزائے نُبوّت سے ہے کیونکہ وہ علم لَدُنی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ (روح البیان، صفحہ ۲۵۹، جلد ۴، تحت آیت وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجن الخ)

فائدہ: اِس قاعدہ سے وہابیہ کا یہ وہم دَفع (دور) ہوا کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر بتائی اور ضروری نہیں کہ ہر خواب کی تعبیر سچّی ہو لیکن یہ بات اپنے جیسے انسانوں کے لئے کہہ دی جائے تو حَرج نہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کے لئے کہنے سے ایمان کی خیر نہیں، اِس لیے کہ جیسے

---

(۱) عام نام "شرح حدیث افک" شائع ہوئی اور بار بار۔

(۲) صحيح البخاري, كتاب التعبير, باب الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة, رقم الحديث 6987, 30/9, الطبعة السلطانية بالمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر ۳ھ بأمر السلطان عبد الحميد الثاني.

(۳) روح البيان, سورة يوسف, الآية 36, 259/4, دار الفكر بيروت.

اُن کے خواب وحی رَبّانی ہیں ایسے ہی اُن کی بتائی ہوئی تعبیر بھی۔ اِس قاعدہ سے واضح ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے خواب سنتے ہی اُس کی تعبیر بتائی۔ اَٹکل پچّو سے نہیں بلکہ علمِ رَبّانی سے اور یہی ہمارا مطلوب ہے اِس کی مزید تفصیل آتی ہے۔

۲۔ انبیاء علیہم السلام واَولیاءِ کرام اِس عالمِ دنیا میں عالمِ اَسباب کے مطابق زندگی بَسر کرتے ہیں اِس میں وہ اپنے عُلوم واختیار کو عمل میں نہیں لاتے جب تک اُنہیں اُس علم واختیار کو عمل میں لانے کی مِن جانب اللہ اجازت نہ ہو، علم واختیار کا ہونا اور بات ہے، اُسے عمل میں نہ لانا چیزے دِگر۔ جیسے حضور ﷺ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادتِ کربلا کا علم تھا۔ اور آپ کو کربلا کی تکالیف سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بچانے کا اختیار بھی[۴] سانحہ کربلا ظاہر فرمادیا لیکن اُس کے عدمِ وُقوع (واقع نہ ہونے) کی دعا نہ فرمائی۔

انبیاء علیہم السلام خَلقِ خدا کو علمی کاروائی دِکھانے کے لئے مَبعوث نہیں ہوئے اِس سے یہ نہ سمجھنا کہ وہ مجبورِ محض ہیں (معاذ اللہ) سَفاہَت و حَماقت (بیوقوفی) ہے۔ اُن کے جُملہ معاملات میں اَسرار رُموز (راز و نکات) ہوتے ہیں جن سے فقط بَندگان (لوگوں) کو عبرت و نصیحت دینا مطلوب ہوتا ہے۔ یہی معاملہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہوا۔

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کی عملی کاروائی محض اُمّت کے لئے ہونے کے بیشمار دلائل ہیں مُجملہ اُن کے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فَقر وفاقہ سے گذارنا اور غَزوات میں شامل ہونا اِسی طرح کے جُملہ اُمور کا قیاس کیجئے۔ کون نہیں جانتا کہ حضور علیہ السلام کا فَقر وفاقہ اِختیاری تھا اور غَزوات میں دُکھ اور تکالیف برداشت کرنا بھی اِس قَبیل سے تھا۔ ورنہ ؎ چاہیں تو اشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی

۳۔ انبیاء علیہم السلام کے معاملات میں منجانبِ اللہ آزمائش وامتحان ہوتا ہے اور وہ حضرات اپنی کامیابی اِس میں سمجھتے ہیں کہ وہ اُمور من جانب اللہ واقع ہوں تاکہ امتحان میں کامیابی ہو۔ چنانچہ یہی حضرت یعقوب ویوسف علیہما السلام کے لئے ہوا۔ روح البیان صفحہ ۲۲۵، جلد ۴، تحت آیت لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِم الخ میں ہے:

وقد قضى الله تعالى على يعقوب ويوسف أن يوصل إليهما تلك الغموم الشديدة والهموم العظيمة ليصبرا على مرارتها ويكثر رجوعهما إلى الله تعالى وينقطع تعلق فكرهما عما سوى الله تعالى فيصلا إلى درجة عالية لا يمكن الوصول إليها إلا بتحمل المحن العظيمة كما قال بعض الكبار سبب حبس يوسف في السجن اثنتي عشرة سنة تكميل ذاته بالخلوة والرياضة الشاقة والمجاهدات مما تيسر له عند أبيه ومن هذا المقام اغترب الأنبياء والأولياء عن أوطانهم[۵]

اِس سے ثابت ہوا کہ مُفارقتِ یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی آزمائش تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام واَولیاءِ کرام کو اللہ تعالیٰ عالمِ دنیا میں مَصائب ومشکلات میں مبتلا کرکے اُن کا امتحان لیتا ہے تاکہ دنیا میں اُن کے مَراتب اور کمالات میں اضافہ ہو۔

---

(۴) دلائل فقیر کے رسالہ "مختار کل" میں دیکھئے۔

(۵) روح البیان، سورة يوسف، الآية 15، 225/4، دار الفكر بيروت.

اگرچہ وہ قادر مطلق اُنہیں یہ مَراتب اور کمالات ایسے ہی عطا فرما سکتا تھا لیکن یہ دنیا عالمِ اَسباب ہے اِس لئے بلا سبب اُنہیں وہ کمالات عطا نہ ہوئے۔ یوسف علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی آزمائش اُس مُفارقت اور جُدائی وغیرہ سے کی گئی۔[٦] چنانچہ دلائل حاضر ہیں۔

١۔ روح البیان، صفحہ ٢١٨، جلد ٤، میں ہے:

وقيل لأن الله تعالى أراد ابتلاءه بمحبته إليه في قلبه ثم غيبه عنه ليكون البلاء أشد عليه لغيرة المحبة الإلهية إذ سلطان المحبة لا يقبل الشركة فى ملكه والجمال والكمال فى الحقيقة لله تعالى فلا يحتجب أحد بما سواه ولا كيد أشد من كيد الولد ألا ترى أن نوحا عليه السلام دعا على الكفار فأغرقهم الله تعالى فلم يحترق قلبه فلما بلغ ولده الغرق صاح ولم يصبر وقال إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَنَحْنُ عُصْبَةٌ[٧][٨]

اور فرمایا: وروي أن يوسف قال لجبريل أيها الروح الأمين هل لك علم بيعقوب قال نعم وهب الله له الصبر الجميل وابتلاه بالحزن عليك فهو كظيم قال فما قدر حزنه قال حزن سبعين ثكلى قال فما له من الأجر قال أجر مائة شهيد وما ساء ظنه بالله ساعة قط[٩][١٠]

فائدہ: انبیاء علیہم السلام سے امتحان لینے اور اُنہیں مَصائب میں مبتلا کرنے کی بیشمار حکمتیں اور اَن گِنت اَسرار و رُموز مُضمَر (پوشیدہ) ہوتے ہیں۔ اُن میں ایک یہ کہ عالمِ اَسباب میں بندوں کو بتانا مطلوب ہوتا ہے کہ جتنا دُکھ اُٹھاؤ گے اُتنا قُربِ حق پاؤ گے۔ دوسرا پیار و محبت کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں جنہیں اُس نے اپنے قُرب کے لئے منتخب فرمایا۔ ورنہ اُس کے بیشمار بندے اوارے بیکار مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اُنہیں پوچھتا بھی کوئی نہیں۔ ہماری اِس تقریر سے مخالفین کے وہ اَوہام (باطل خیال) دَفع (دور) ہوئے۔ جب لکھ دیا کہ مَصائب و مشکلات سے گھرے ہوئے یعقوب و یوسف علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے فلاں فلاں سزا دی اور اُس کا مُوجِب (سبب) فلاں فلاں تھا۔ (معاذ اللہ) اِس پر دلائل میں اِسرائیلات کے بے سروپا سمجھتے تھے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور اَولیاءِ کرام رضی اللہ عنھم کے حالات پڑھنے والوں کے سامنے یہ راز مخفی (پوشیدہ) نہیں ہے۔

بنابریں حضرت یعقوب علیہ السلام کا مَصائب و مشکلات میں مبتلا رہنا اگرچہ بظاہر دُکھ اور تکالیف کا مُوجِب (سبب) تھا لیکن در حقیقت وہ اُس سے خوش تھے اور رونا اور غمگین ہونا بَشَری تقاضوں کی وجہ سے تھا اور وہ قابلِ مذمّت نہیں بلکہ وہ فطرتِ انسانی میں شامل ہے اِس پر اُلٹا اُنہیں اَجر و ثواب ملا۔

مُفسّرین علیہم الرحمہ نے لکھا ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کو اُس کی شان کے لائق مخصوص دُکھ درد پہنچا اور حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام کا مخصوص دُکھ درد یہی جُدائی و مُفارقتِ جسمانی بطور آزمائش تھی۔ خدانخواستہ اگر بقولِ مخالفین مان لیا جائے کہ یہ جو کچھ ہوا دونوں باپ بیٹے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو جُدا کرنے کے بعد اُن دونوں بزرگوں کے لئے نُزولِ ملائکہ و دیگر اَسبابِ راحت و رحمت کیوں تیار فرمائے؟ بلکہ یوسف علیہ

---

(٦) استاد حرم کے داوس حرم نامی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعبیر ایک خیالی بات تھی اُسی کتاب کے آخر میں اُستادِ حرم کی تصریحات پھر اُس کی تردید ملاحظہ ہو۔

(٧) ترجمہ فیوض الرحمن میں دیکھئے۔

(٨) روح البیان، سورۃ یوسف، الآیۃ 8، 218/4، دار الفکر بیروت.

(٩) ترجمہ تفسیر فیوض الرحمن میں ہے۔

(١٠) روح البیان، سورۃ یوسف، الآیۃ 86، 309/4، دار الفکر بیروت.

السلام کے واقعات تفصیلی پڑھنے سے واضح ہے کہ یوسف علیہ السلام کو قدم قدم پر حق تعالیٰ کی رہبری نصیب ہوئی اور اُن دونوں کا ہر کام اللہ تعالیٰ کے اَمر (حکم) سے ہوا چند ایک کی فقیر نشان دہی کرتا ہے تفصیل "تفسیر فیوض الرحمن" اور "تفسیر اویسی" میں دیکھئے۔

ا۔ مروی ہے کہ جب بیچ میں سے (بھائیوں) نے رسّی کاٹ دی تو بحکمِ الٰہی حضرت جبریل علیہ السلام نے بیچ میں سے آپ کو بغیر تکلیف کے اُس پتھر پر بٹھا دیا اور ابراہیم علیہ السلام والی قمیص جو وراثۃً یعقوب علیہ السلام کو ملی وہی یوسف علیہ السلام کو پہنا کر ارشاد الٰہی سنایا۔ (لَتُنَبِّئَنَّهُم الخ)[11]

۲۔ کنواں بحکمِ الٰہی شیریں (میٹھا) ہو گیا کیا خوب کہا ہے کسی نے:

تیرے قدم کے تلے خاک کیمیا ہو جائے   تیرے لبھانے کو ہر خار شکلِ گُل بن جائے[12]

۳۔ تفسیر احسن القصص میں امام غزالی علیہ الرحمہ نے ملکِ مصر تک پہنچنے تک مُتعدّد (کثیر) معجزات لکھے ہیں۔

۴۔ جب زُلیخا نے بند کمرے میں برائی کا ارادہ کیا تو بُرہانِ ربّانی نے مدد فرمائی ۔

۵۔ نہ بولنے والے بچے سے آپ کی پاک دامنی کی گواہی دلوائی۔

۶۔ سلطنت عطا کرنے کے لئے بادشاہ کو خواب دکھایا۔

۷۔ باپ بیٹے کی ملاقات کا سبب قحط کو بنایا۔

۸۔ بِنیامین کو اپنے پاس رکھنے کی تدبیر بتائی۔

۹۔ والدِ گرامی کو اپنے پاس بلوانے کا سبب قمیص کی خوشبو کو بنایا۔

۱۰۔ زُلیخا کے ساتھ نکاح کرنے کا نہ صرف حکم فرمایا بلکہ اُسے اَز سَر نو جوانی بخشی ۔

وغیرہ وغیرہ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ مزید اور تفصیل فقیر کی "تفسیر اویسی" میں دیکھئے۔

علم کے باجود لا علمی: علم کے ہوتے ہوئے اُسے ظاہر نہ کرنے سے لا علمی ثابت نہیں ہوتی۔ مواہب الرحمن، صفحہ ۴۳، پارہ ۱۳۔ سورۃ یوسف رکوع ۸ میں لکھتے ہیں کہ اِس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء و اَولیاء کو اکثر باتیں معلوم ہوتی ہیں جن کے ظاہر کرنے کی اِجازت نہیں ہوتی۔ یا صریح بیان کی اِجازت نہیں ہوتی اور باوجود اُس کے ظاہری برتاؤ اُن کا ایسے ہوتا ہے کہ گویا بالکل واقف نہیں ہیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ مجھے اُس کی تصدیق میں شُبہ (شک) نہیں ہے۔[13] اُس کے بعد اِس قاعدہ کو واضح کرنے کے لئے صاحبِ مواہب الرحمن نے مندرجہ ذیل دلائل لکھے ہیں:

ا۔ اُسی قبیل سے قصّۂ خلافت تھا جس سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہی تھی کہ مسیح کی روایت میں سب خُلفاء کا حال بیان کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت یہ بھی کہا کہ " انی لا راکم فاعلین " میں نہیں دیکھتا کہ تم ایسا کرو گے یعنی حضرت علی کو خلیفہ کرنا مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ اور یہ اظہار اَمر واقعی تھا اور مشورہ تھا کہ اُن کی خلافت بسبب اِس کے کہ فساد و جھگڑا مَقدور (ممکن) ہے لہٰذا اوّل سے دوسرے خلیفہ ہوں کہ اسلام پھیل جائے اور اشارہ ہے

---

(۱۱) تفسیر مواہب الرحمن، پارہ 12، سورۃ یوسف، الآیۃ 15، صفحہ نمبر 183، مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ۔

(۱۲) تفسیر مواہب الرحمن، پارہ 12، سورۃ یوسف، الآیۃ 15، صفحہ نمبر 183، مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ۔

(۱۳) لیکن وہابی دیوبندی نجدی سِرے سے اِس قاعدہ کو ماننے کو کفر و شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں لیکن وہ بھی صرف اَہلِ سنّت کو ورنہ یہ مولوی امیر علی مواہب الرحمن ہے جسے یہ لوگ اپنا مُعتَمد علیہ مانتے ہیں۔

دوسری حدیث میں کہ امامت سے ابو بکر تاب نہ لا سکے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوں اور سفارش کی گئی کہ دوسرے کو حکم دیا جائے تو فرمایا: "یأبی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر (رضی اللہ عنہ)" اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان انکار کرتے ہیں ہر کسی کی امامت کا سوائے ابو بکر کے۔

۲۔ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ "لقطع ھذا الحلقوم" اگر میں اُن عُلوم کو ظاہر کروں تو میرا یہ حُلقوم (نرخرہ) کاٹا جائے۔ (بخاری شریف)

۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خلافتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حال بطورِ راز کے کنایہ سے بیان کیا۔

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اپنی خلافت کے حال جانتے تھے مگر مشورہ پر چھوڑی۔

۵۔ فقیر اویسی غفرلہ مُلتَمِس (التماس گزار) ہے کہ اِس موضوع پر فقیر کی مستقل تصنیف ہے اور پہلے اِس مسئلہ کو قرآن مجید کی آیات سے ثابت کیا گیا ہے مثلاً جب یوسف علیہ السلام کو معلوم تھا کہ واقعی پیمانہ "بنیامین" کے سامان میں موجود تھا تو پھر کیوں وہ لاعلم بن کر پیمانے کی چوری ہو جانے کا اعلان کر رہے تھے؟ اور دوسرا یہ کہ اُنہیں معلوم تو تھا کہ بنیامین کے سامان میں پیمانہ ہے۔ لیکن پھر بھی تلاشی شروع کی، کما قال تعالیٰ:

فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ (سورۃ یوسف، آیت ۷۶)

یعنی اوّل اُن کی خُرجیوں (تھیلیوں) سے تلاشی شروع کی اپنے بھائی کی خُرجی (تھیلی) سے پہلے اُسے اپنے بھائی کی خُرجی (تھیلی) سے نکال لیا۔

اِن دلائل سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کو بھی یوسف علیہ السلام کا علم تھا کہ وہ کہاں ہیں لیکن اُس کے ظاہر نہ کرنے پر مامور مِن اللہ تھے۔ اِس کی تصریحات عنقریب آتی ہیں ان شاء اللہ۔

خلاصہ کلام: حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام اللہ تعالیٰ کے برگُزیدہ پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کے مَراتبِ بلند اور اضافۂ شان کے ارادہ پر اُن سے امتحان لیا جس کا اُن دونوں حضرات کو علم تھا لیکن سرِ تسلیم خَم (فرمانبرداری) کر کے جمیع (تمام) مشکلات و مَصائب کو چوم کر سر پر رکھا پھر جو کچھ ہوا اُس سے یعقوب علیہ السلام بے خبر نہیں تھے لیکن چونکہ اِذنِ الٰہی اور صحیح تفسیر تھے اِس لئے زبان پر مُہرِ سُکوت (خاموشی کی مہر) ثَبت فرما کر خاموش رہے اور رونا ثابت ہے تو وہ بھی راز تھا اور نہ کنویں کی قریبی مُسافت آپ کے علم کے لئے حائل تھی اور نہ مصر کا ملک آپ سے مَحجوب (چھپاہوا) تھا صرف رازِ الٰہی تھا جسے چھپانا مطلوب تھا، ایک آزمائش تھی جو پوری ہوئی ورنہ بِفضلہٖ تعالیٰ کے نبی یوسف علیہ السلام کی تمام زندگی کا ایک ایک لمحہ پیشِ نظر تھا۔ جسے آپ نے قبل از وقت اِشاروں کنایوں سے بتا دیا۔ لیکن شانِ نُبوّت کے منکر کو سمجھ نہ آئے تو اُس کی اپنی قسمت ہم نے دلائل سے سمجھایا۔ اب قرآنی تصریحات ملاحظہ ہوں:۔

بابِ اول: قرآن پاک

قَالَ يَٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلَىٰٓ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا۟ لَكَ كَيْدًا (یوسف:۵)

یعنی اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔

تفسیر: جب سیّدنا یوسف علیہ السلام کی عمر شریف بارہ (۱۲) سال کو پہنچی آپ نے اُس سال کی شبِ قدر (جو کہ اُس موقع شب جمعہ تھی) کو خواب دیکھا کہ آپ کو گیارہ (۱۱) ستارے اور چاند سورج سجدہ کر رہے ہیں آپ نے یہی خواب اپنے والد یعقوب علیہ السلام کو سنایا تو یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے یوسف علیہ السلام کی تمام زندگی کا نقشہ صرف دو لفظوں میں کھینچ لیا مثلاً کہا: اے صاحبزادے یہ خواب بھائیوں کو نہ بتانا اِس میں یعقوب علیہ السلام نے جان لیا کہ گیارہ (۱۱) ستارے سجدہ کرنے والے اُس کے بھائی ہیں اور سورج و چاند اُس کا باپ اور ماں اور یہ سجدہ تعظیم کا ہو گا اور اُن کی تعظیم نُبوّت و رسالت اور عزّت و

مرتبت کی وجہ سے ہوگا اور یہ خواب اگر بھائی سُن لیں گے تو فطرتی حسد کی آگ اُن کے دل میں بھڑک اُٹھے گی وہ مجبور ہو کر خوامخواہ یوسف علیہ السلام پر حسد کریں گے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جیسے اپنے صاحبزادوں کے لئے فرمایا ویسے ہی ہوا چنانچہ الفتوحات الھیہ:

۱۔فھم یعقوب علیہ السلام من رؤیاہ أن اللہ یصطفیہ لرسالتہ ویفوقہ علی إخوتہ فخاف علیہ حسدھم [۱۴]

(جلد اول، مطبوعہ مصر تحت آیتِ ہذا)

یعنی یعقوب علیہ السلام نے خواب سے ہی سمجھ لیا کہ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نُبوّت سے نوازے گا اور اُسے تمام بھائیوں پر برگُزیدہ بنادے گا اُنہیں خوف تھا کہ بھائی اُس پر حسد نہ کریں۔

۲۔ جمالین حاشیہ جلالین میں ہے صفحہ ۱۹۰، تحت آیتِ ہذا: کما رأیت أی کما رأیت الکوکب ساجدۃً اجتباك ربك بمثل ھذا الرؤیا

یعنی جس طرح تونے دیکھا ہے کہ تجھے ستارے سجدہ کررہے ہیں اِس سے یقین کرلو کہ اللہ تعالی تمہیں اپنا برگُزیدہ بنائے گا یعنی نُبوّت وغیرہ عطا ہوگی۔

۳۔بیضاوی شریف تحت آیتِ ہذا میں نمبرا کی طرح ہے۔[۱۵]

۴۔وعنایۃ القاضي للشھاب الدین الخفاجی الحنفي [۱۶] صفحہ ۱۵۵، جلد ۵، مطبوعہ مصر میں بھی تقریباً مُفسّرین نے اِسی آیت کی یہی تفسیر کی ہے کچھ حوالے گذرے کچھ یہ ہیں کچھ آئیں گے۔

۵۔مواھب الرحمن، صفحہ ۱۷۷، پارہ ۱۲ رکوع ا میں ہے کہ "حاصل یہ کہ جب حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اُس خواب سے خوش ہو کر اپنے باپ کو آگاہ کیا تواُنہوں نے نورِنبوّت وفَراست سے اُس کی تعبیر ظاہراً اِس قدر سمجھی کہ مَنزلتِ عالی کی نشان ہے جو یوسف علیہ السلام کو عطا ہوگی۔"[۱۷]

۶۔روح المعانی صفحہ ۱۶۱ تحت آیتِ ہذا میں ہے:

وإنما قال لہ ذلك لما أنہ علیہ السلام عرف من رؤیاہ أن سیبلغہ اللہ تعالی مبلغا جلیلا من الحکمۃ ویصطفیہ للنبوۃ وینعم علیہ بشرف الدارین فخاف علیہ حسد الإخوۃ وبغیھم فقال لہ ذلك صیانۃ لھم من الوقوع فیما لا ینبغي في حقہ ولہ من معاناۃ المشاق ومقاساۃ الأحزان وإن کان واثقا بأنھم لا یقدرون علی تحویل ما دلت علیہ الرؤیا وأنہ سبحانہ سیحقق ذلك لا محالۃ وطمعا في حصولہ بلا مشقۃ [۱۸]

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ اِس لئے فرمایا کہ آپ نے یوسف علیہ السلام کے حالات خواب سے معلوم کر لیے کہ یوسف علیہ السلام بہت بڑے مراتب کو حاصل کریں گے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں نُبوّت کے علاوہ دارَین کی سعادت سے نوازے گا اِس لئے آپ کو اُن کے بھائیوں سے حسد کا خوف ہوا آپ

---

(۱۴)تفسیر الجلالین مع حاشیۃ الجمل, سورۃ یوسف, الآیۃ 4, 5, 5/4, 7, 8, دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان, الطبعۃ الخامسۃ, 1439ھ 2018م.

(۱۵)أنوار التنزیل وأسرار التأویل, سورۃ یوسف, الآیۃ 5, 155/3, دار إحیاء التراث العربي بیروت, الطبعۃ الأولی ۱۴۱۸ھ.

(۱۶)عنایۃ القاضي وکفایۃ الراضي, سورۃ یوسف, الآیۃ 5, 154/5, دار صادر بیروت.

(۱۷)البرھان مقدمہ تفسیر مواھب الرحمن، یوسف:۵، ۱۶۳/۳، مطبع منشی نولکشور، لکھنؤ

(۱۸)روح المعاني, سورۃ یوسف, الآیۃ 5, 373/6, دار الکتب العلمیۃ بیروت, الطبعۃ الأولی ۱۴۱۵ھ م.

نے اِس لئے یوسف علیہ السلام کو خواب بتانے سے روکا تا کہ وہ یوسف علیہ السلام کو نقصان نہیں پہنچائیں گے اور نہ ہی یوسف علیہ السلام تکالیف میں مبتلا ہوں اگر چہ اُنہیں یقین تھا کہ یہ جُملہ اُمور واقع ہوں گے لیکن تدبیر بنائی کہ کہیں یہ تقدیر ٹل جائے۔

۷۔ بعینہٖ یہی عبارت روح البیان[۱۹] تحت آیتِ ہذا صفحہ ۲۵۱، میں ہے اور اِن مُفسّرین کے علاوہ کثیر تعداد میں اِس طرح کی عبارات موجود ہیں اور مُنصف (انصاف) مزاج خود ہی بتائیں کہ یعقوب علیہ السلام نے کتنا واضح طور پر آنے والے واقعات کو ظاہر فرمایا اور مُفسّرین نے کیسے وُثوق (یقین) سے واضح کیا کہ یعقوب علیہ السلام کو جُملہ اُمور کا علم تھا تبھی تو چاہا کہ یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائیوں کی تقدیر ٹالنے کی تدبیر ہو لیکن جونہی دیکھا کہ یہ تقدیرِ مُبرم[۲۰] ہے تو سَرِ تسلیم خَم کر لیا (سر جھکا لیا)۔

اب بھی مخالفین نہ سمجھیں تو اُن کی اپنی قسمت، باقی رہا کہ یہ خواب سے معلوم کیا تو پہلے عرض کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کے رُؤیا (خواب) بھی وحی ہوتے ہیں اوراُن کی بتائی ہوئی تعبیر میں بھی وحی۔ اور ہم انبیاء علیہم السلام کے عُلوم وحی رَبّانی کے بغیر ماننے کو کفر سمجھتے ہیں۔ باقی رہا کہ یعقوب علیہ السلام کی تدبیر سے تقدیر کیوں نہ ٹلی، یہ موضوعِ دیگر ہے ہم نے یہاں یعقوب علیہ السلام کا علم ثابت کرنا تھا سو کر دِکھلایا۔ (والهداية بيده)

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ

ترجمہ: اِس طرح تجھے تیرا رب چُن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر جس طرح تیرے پہلے دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی۔ (کنزالایمان)

تفسیر: جب یعقوب علیہ السلام اپنے صاحبزادے کو خواب کے بتانے سے روکا اُس کے بعد اپنے صاحبزادے کو اُن کی سَوانح عمری (حالاتِ زندگی) سنانے بیٹھ گئے کیونکہ اُنہیں معلوم تھا کہ یہ تقدیر ٹلنے والی تو ہے نہیں کیوں نہ صاحبزادے کو جُدائی سے پہلے تسلّی بھر درس سنا دوں تا کہ ایّامِ تکلیف میں میری باتیں اُن کی خِضرِ راہ بنیں چنانچہ جس طرح صاحبزادے کو بتایا اُسی طرح ہوا سر مُو تفاوُت (بال برابر فرق) نہ ہوا اور یہی ہمارا مقصد ہے کہ یعقوب علیہ السلام اپنے صاحبزادے کے حالات مُو بَمُو (مکمل) جانتے تھے اور اِس کی شہادت قرآن نے دی ہے مثلاً صاحبزادے کو ذیل کے جملے بتائے:

۱۔ وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ یعنی اللہ تعالیٰ چُن لے گا۔ تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ اِجْتِبَاءٌ یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی بندے کو بَرگُزیدہ کر لینا یعنی چُن لینا اُس کے معنی یہ ہیں کہ بندے کو فیضِ رَبّانی کے ساتھ مخصوص کرے جس سے اُس کو طرح طرح کے کرامات و کمالات سے بے سَعی (بغیر کوشش) و محنت حاصل ہوں یہ مرتبہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے اور اُن کی بدولت اُن کے مُقرّبین صدّیقین و شُہداء و صالحین بھی اِس نعمت سے سَر فراز کئے جاتے ہیں۔[۲۱]

۲۔ اور تفسیرِ مظهری، صفحہ تحت آیتِ ہذا میں ہے: "يجتبيك ربك للنبوة والملك والأمور العظام"[۲۲]

---

(۱۹) روح البیان، سورة يوسف، الآية 5، 215/4، دار الفكر بيروت.

(۲۰) تقدیرِ مبرم ایسی حتمی اور اٹل فیصلہ شدہ تقدیر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے علمِ کامل کے مطابق طے کر دیا ہے اور جس میں کوئی تبدیلی یا ترمیم ممکن نہیں۔ یہ اللہ کے قطعی ارادے کا اظہار ہوتی ہے اور مخلوق کے اعمال یا دعاؤں سے متاثر نہیں ہوتی۔ (نوری)

(۲۱) خزائن العرفان، سورۂ یوسف، آیت نمبر 6، صفحہ نمبر 440، 441، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی۔

(۲۲) التفسير المظهري، سورة يوسف، الآية 6، 142/5، مكتبة الرشدية الباكستان ۱۴۱۲ھ.

یعنی اے یوسف علیہ السلام تمہیں اللہ تعالیٰ نُبوّت اور بادشاہی اور دیگر بہت بڑے اہم اُمور کے لئے منتخب فرمائے گا۔

فائدہ: چنانچہ ایسے ہوا کہ یوسف علیہ السلام نبی بنے اور ملکِ مصر کی شاہی آپ کے سپُرد (حوالے) ہوئی بلکہ جُملہ روئے زمین کی۔

(کذا فی قال الغزالی فی تفسیرہ)

۳۔ جمالین حاشیہ جلالین میں ہے: "یختارك للنبوة والملك أو لأمور عظام."[۲۳]

یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ نُبوّت اور بادشاہی کے بڑے اہم اُمور کے لئے چُن لے گا۔

۴۔ اِسی طرح بیضاوی تحتِ ہذا میں ہے۔[۲۴]

۵۔ الخفاجی علی بیضاوی صفحہ ۱۵۵، جلد ۲، میں بھی اِسی طرح ہے۔[۲۵]

۶۔ مواھب الرحمن، صفحہ ۱۸۱، پارہ ۱۳، میں ہے کہ اِس آیت شریف میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم وفَراست کا ظُہور ہے جس کو پہلے سے جانتے تھے۔ باوجودیکہ ظاہری اَسباب کی تعمیل میں برعایت وادب یوں کہا: لا تقصص رؤاك الخ۔

۷۔ اِس کے بعد صفحہ ۱۸۳، پر اپنی رائے لکھی کہ مُترجِم کہتا ہے کہ خود حضرت یعقوب علیہ السلام پر اِتمامِ نعمت (تکمیلِ فضل) تھا اِس کو بطریق تَواضُع (عاجزی کے طور پر) نہیں فرمایا۔

۸۔ روح المعانی، صفحہ ۱۶۵، تحت آیتِ ہذا لکھا کہ

أي يصطفيك ويختارك للنبوة كما روي عن الحسن أو للسجود لك كما روي عن مقاتل أو لأمور عظام كما قال الزمخشري فيشمل ما تقدم وكذا يشمل إغناء أهله ودفع القحط عنهم ببركته وغير ذلك[۲۶]

ترجمہ: تمہیں اللہ تعالیٰ نُبوّت سے نوازے گا یہ حَسن کی روایت، یا آپ کو ہم سجدہ کریں گے یہ مقاتل کا قول، یا بہت بڑے اُمور سپُرد ہوں گے یہ زمخشری نے کہا، اور یہ جامع لفظ جو ماسبق کو بھی شامل ہے اور آنے والے اُمور کو بھی۔

اور فرمایا (اللہ) جلّ شانہ نے کہ "وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْاَحَادِيث" یعنی تجھے باتوں کا انجام نکالنا یعنی خوابوں کی تعبیر وغیرہ سکھائے گا۔ اِس میں یوسف علیہ السلام کی زندگی کی ایک منزل کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ تعبیر الرُّویا میں بے نظیر (بے مثال) واقع ہوں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام اپنے زمانہ میں خوابوں کی تعبیر میں بینظیر تھے۔ (کما سیجی ان شاء اللہ تعالیٰ) اور یہی ہم کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام سیّدنا یوسف علیہ السلام کے ایک ایک حال کو جانتے تھے چنانچہ تَفاسیر ملاحظہ ہوں:۔

---

(۲۳) الجمالين للجلالين، سورة يوسف عليه السلام، ص399، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، 2017م

(۲۴) أنوار التنزيل وأسرار التأويل، سورة يوسف، الآية 6، 155/3، دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ.

(۲۵) عناية القاضي وكفاية الراضي، سورة يوسف، الآية 6، 155/5، دار صادر بيروت.

(۲۶) روح المعاني، سورة يوسف، الآية 6، 377/6، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ م.

۱۔تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ مُفسّرین نے اِس سے تعبیرِ خواب بھی مُراد لی ہے،حضرت یوسف علیہ السلام تعبیرِ خواب کے بڑے ماہر تھے۔[۲۷]

۲۔روح البیان، صفحہ ۲۱۶، جلد ۵، میں ہے کہ "فان علم التعبیر من لوازم الاجتباء غالبا "[۲۸]علمِ تعبیر اِجتباء کے لَوازمات سے ہے۔

۳۔وذكر بعضهم أن اجتباء الله تعالى العبد تخصيصه إياه بفيض إلهي يتحصل منه أنواع من المكرمات بلا سعي من العبد وذلك مختص بالأنبياء عليهم السلام ومن يقاربهم من الصديقين والشهداء والصالحين والمشار إليه بذلك[۲۹]

یعنی بعض مُفسّرین نے فرمایا کہ اِجتباء کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو فیض یاب فرماتا ہے اور اُسے سَعی مکرّمات (جستجوِ عظمت) سے نوازتا ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہے اور اُن کے طُفیل اُن کے مُقرّبین صدّیقین،شُہداء وصالحین کو جیسے آیات میں اِس طرف اشارہ ہے۔بذلك

(روح المعانی صفحہ ۱۶۵، تحت آیت ہذا)

۴۔ اِسی طرح یہی مُفسّر " ويتم نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ" کے تحت لکھتے ہیں کہ

بأن يصل نعمة الدنيا بنعمة الآخرة أو بأن يضم إلى النبوة المستفادة من الاجتباء الملك ويجعله تتمة لها أو بأن يضم إلى التعليم الخلاص من المحن والشدائد وتوسيط ذكر التعليم لكونه من لوازم النبوة والاجتباء ولرعاية ترتيب الوجود الخارجي ولأن التعليم وسيلة إلى إتمام النعمة فإن تعبيره لرؤيا صاحبي السجن ورؤيا الملك صار ذريعة إلى الخلاص من السجن والاتصال بالرئاسة العظمى. وفسر بعضهم الاجتباء بإعطاء الدرجات العالية كالملك والجلالة في قلوب الخلق وإتمام النعمة بالنبوة وأيد بأن إتمام عبارة عما تصير به النعمة كاملة خالية عن جهات النقصان وما ذاك في حق البشر إلّا النبوة فإن جميع مناصب الخلق ناقصة بالنسبة إليها. وجوز أن تعد نفس الرؤيا من نعم الله تعالى عليه فيكون جميع النعم الواصلة إليه بحسبها مصداقا لها تماما لتلك النعمة ولا يخلو عن بعد وقيل المراد من الاجتباء إفاضة ما يستعد به لكل خير ومكرمة ومن تعليم تأويل الأحاديث تعليم تعبير الرؤيا ومن إتمام النعمة عليه تخليصه من المحن على أتم وجه بحيث يكون مع خلاصة منها من يخضع له ويكون في تعليم التأويل إشارة إلى استنبائه لأن ذلك لا يكون إلّا بالوحي[۳۰]

یعنی یوسف علیہ السلام کو دارَین کی نعمتوں سے نوازا جائے گا مثلاً اُنہیں عُلوم اور مِحَن و شَدائد (مشکلات و مصائب) سے خَلّاص (چھٹکارے) سے نوازا جائے گا اور ہم نے عُلوم کی قید لگائی کہ یہ نُبوّت کے خوّاص سے ہیں اور خارج میں بھی ایسے واقع ہوا اور تعلیم ہر نعمت کا وسیلہ ہے دیکھئے اُنہوں نے جیل میں خواب کی تعبیر بتائی تو بادشاہ تک رَسائی ہوئی پھر قید سے چھوٹے بعض نے اِجتباء سے درجاتِ عالیہ مراد لی ہے مثلاً بادشاہی اور عوام کے قُلوب میں بزرگی خلاصہ یہ کہ یہ

---

(۲۷)خزائن العرفان، سورۂ یوسف، آیت نمبر 6، صفحہ نمبر 441، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی۔

(۲۸)روح البیان، سورۃ یوسف، الآیۃ 6، 216/4، دار الفکر بیروت۔

(۲۹)روح المعاني، سورۃ یوسف، الآیۃ 6، 377/6، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۴۱۵ھ م.

(۳۰)روح المعاني، سورۃ یوسف، الآیۃ 6، 378/6، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۴۱۵ھ م.

مَراتب نُبوّت سے خاص ہیں۔ عام بَشر کے مَراتب ناقص ہوتے ہیں اور خواب کی تعبیر بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے بعض اِجتباء پر بھلائی اور عزّت مراد لی ہے اور تاویل الاَحادِیث سے تعبیرِ رویا، خلاصہ یہ کہ اِن تمام جُملوں میں یوسف علیہ السلام کے نبی بننے کی طرف اشارات تھے۔ اور تمام اشارے حضرت یعقوب علیہ السلام نے وحی رَبّانی سے کیئے۔

۵۔ اِس کے بعد یہی آلوسی مُفسّر علیہ الرحمہ صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹ پر لکھتے ہیں:

ومعرفته عليه السلام لما أخبر به مما لم تدل عليه الرؤيا إما بفراسة وكثيرا ما تصدق فراسة الوالد بولده كيفما كان الوالد فما ظنك بفراسته إذا كان نبيا أو بوحي"[۳۱]

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت سے پہلے فَراست سے معلوم کر لیا ایک آدمی کی فَراست صحیح ہوتی اور نبی کی تو بطریقِ اَولیٰ یا آپ نے وحی سے معلوم کیا۔

۶۔ روح البیان، صفحہ ۲۱۶، تحت آیتِ ہٰذا میں ہے: "والظاهر انه عليه السلام علم ذلك بالوحي"[۳۲]

یعنی ظاہر یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ سب کچھ وحی سے معلوم کیا۔

فائدہ: اِن تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت یوسف علیہ السلام کے جُملہ حالات لینے کنویں میں جانے سے لیکر اپنے سجدہ کرنے تک کے جُملہ حالات بتائے اگر چہ اجمالاً لیکن اُن کا اجمال ہماری کروڑوں تفصیلوں سے زیادہ واضح اور روشن ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے وحی رَبّانی سے معلوم کیا اور فَراست بھی نُبوّت کے لئے وحی حق کا حکم رکھتی ہے اور پھر اِسی طرح ہوا جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو بتایا اگر اِس کا نام علم نہیں پھر کوئی ہمیں سمجھائے کہ علم کیا شے ہے، اِن تصریحات کے باوجود کسی سَر پِھرے کو سمجھ نہیں آتا تو پھر اپنی بد قسمتی کا ماتم کرے۔

۷۔ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ یعنی تجھ پر اپنی نعمت پورے کرے گا۔ اِس میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کی نُبوّت کی خبر دی اور ایسے ہی ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نُبوّت ملی چنانچہ مُفسّرین نے اِسی نعمت سے نُبوّت مُراد لی ہے ملاحظہ ہو:۔

۱۔ بیضاوی شریف میں تحت آیتِ ہٰذا میں ہے: "ويتم نعمته عليك بالنبوة أو بأن يصل نعمة الدنيا بنعمة الآخرة"[۳۳]

۲۔ عنایۃ المقاضی حاشیہ بیضاوی از علامہ خفاجی تحت آیت ہٰذا۔[۳۴]

---

(۳۱) روح المعاني, سورة يوسف, الآية 6, 381/6, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ م.

(۳۲) روح البيان, سورة يوسف, الآية 6, 216/4, دار الفكر بيروت.

(۳۳) أنوار التنزيل وأسرار التأويل, سورة يوسف, الآية 6, 155/3, دار إحياء التراث العربي بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ.

(۳۴) عناية القاضي وكفاية الراضي, سورة يوسف, الآية 6, 156/5, دار صادر بيروت.

۳۔جلالین[۳۵]، صفحہ ۱۹۰-۴- خزائن العرفان[۳۶]، صفحہ ۴۸۲، اکثر مُفسّرین نے تحت آیتِ ہذا ایسے ہی لکھا ہے، کچھ حوالے پہلے جملوں میں گزرے ہیں اور اُس کی تفصیل بھی ہم نے عرض کر دی ہے لیکن افسوس ہے کہ ایک فرقہ نے دِیدہ دانستہ (جانتے بوجھتے) حضرت یعقوب علیہ السلام پر لاعلمی کی تُہمت لگادی اتنا صریح نُصوص کے باوجود کہ وہ صاحبزادہ کو دس بارہ سال کی عمر میں قبل از وقت بتارہے ہیں کہ رب تعالٰی کے بَرگُزیدہ نبی بنوگے اور تعبیر کے فن میں یکتا ہوگے لیکن یار لوگ مُفسد ہیں بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ صرف اپنے صاحبزادے کی آئندہ زندگی کا علم بلکہ اپنی تمام اولاد کے متعلق سب خبر تھی چنانچہ "وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ" سے واضح ہے کیونکہ آپ نے فرمایا: جس طرح میرے پیارے یوسف علیہ السلام نبی ہونے والے ہیں آپ نے فرمایا کہ میری اولاد میں بھی نبی ہوں گے چنانچہ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام تمام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

فائدہ: حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حاسد بھائیوں کو نُبوّت سے محروم رکھا گیا چنانچہ اِسی موضوع پر سیّدنا جلال الملّت والدّین حافظ سیوطی علیہ الرحمہ نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام "دفع التعسف في إخوة يوسف" ہے یہ صرف نُبوّت کی گستاخی اور حسد کی خرابی سے ہوا۔

فائدہ: گذشتہ چھ (۰۶) جملوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پوری زندگی کا نقشہ بتادیا ہے "فیکیدو الک کیدا" میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ابتدائی دور میں جس میں آپ کو بھائیوں کی وجہ سے ابتلاءِ آزمائش (امتحان) میں مبتلا ہونا پڑا کی طرف اشارہ ہے۔

"وکذلك يحتبيك ربک" میں شاہی و شوکت اور نُبوّت ورسالت کے عطیہ کی طرف اور "وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ" میں آپ کی عمر کے درمیانی حصہ کی طرف اور "وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ" میں عمر کے آخر حصّہ کی طرف اشارہ ہے کہ اُس دور میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے کنبہ سمیت اُن کو سجدہ تحیّہ (سجدۂ تعظیم) کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا دورِ حیات مذکورہ بالا حِصَص (حصوں) پر مشتمل ہے اور قرآن کا یہ اِجمال ہماری کروڑوں تفصیلوں سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے لیکن بدقسمت کا ستارہ نہ چمکے تو اُس کی اپنی شوم بختی (بدقسمتی) ہے ورنہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے اِس سے اور کیا وضاحت چاہیے۔ اب اِجمال کے بعد تفصیل کی طرف آیئے۔

۷۔ جب بھائیوں نے دیکھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائی سے زیادہ محبت ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام پر حسد کیا اُن کے متعلق آپس میں صلاح مشورے کیے۔ کسی نے کہا: اُنہیں مار دیا جائے، کسی نے کہا اُسے کہیں دور لے جایا جائے، آخر طے ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال دیا جائے کوئی رہگیر اُنہیں لے جائے گا یہ مشورہ طے کر کے والد صاحب کو عرض کیا کہ ہمیں بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی اجازت دیجئے تاکہ ہم اُنہیں سیر کرا آئیں۔ آپ نے اُن کی اندرونی سازش سے باخبر ہو کر فرمایا:

إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ

یعنی مجھے رَنج ہو گا کہ تم اُنہیں لے جاؤ اور مجھے خوف ہے کہ اُنہیں بھیڑیا کھا جائے اور تم اُس سے بے خبر رہو۔

---

(۳۵) تفسير الجلالين, سورة يوسف, الآية 6, رقم الصفحة 303, دار الحديث القاهرة, الطبعة الأولى.

(۳۶) خزائن العرفان، سورۂ یوسف، آیت نمبر 6، صفحہ نمبر 441، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی۔

فائدہ: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جو منصوبہ بنایا اور جس طرح وہ واپس آکر بیان کریں گے حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے ہی بتا دیا چنانچہ واقعہ ویسے ہی بتایا گیا جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ مُفسّرین نے تصریح فرمائی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱۔تفسیر احسن القصص للغزالی، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۲۹ میں ہے کہ

فلما قالوا مالك التزت اركانه واصفر وجهه و اصطلكت اسنانه و تحرك جوانيه كانه علم بالفراسة ما في نفوسهم من الشر

یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے (مالك) کہا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور چہرہ زَرد ہو گیا و تیبنی (شدید رنج و غم کی کیفیت) پہنچ گئی گویا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کی دل کی برائی فَراست سے معلوم کرلی۔

سوال: یہ حوالہ تمہیں مفید نہیں اِس لئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فَراست سے معلوم کرلیا اور یہ کوئی بڑی بات نہیں نفسیاتی طور پر ہر شخص ایسی باتیں بھانپ لیتا ہے۔

جواب: نفسیاتی طور پر بھانپ لینا بھی ہر ایک کا کام نہیں، نفسیاتی طور پر بھی وہ جانتا ہے جس کی عقل فہم اور ذکاء تیز ہو ورنہ ہم سب ایک دوسرے کے اندرونی حالات سے باخبر ہو جاتے اور پھر وہ ایک فنی، ظنی، اٹکل پچو کا معاملہ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو ایسے معمولی اور بیکار دَھندے میں ملوث کرنا کسی گندے ذہن کا کام ہے ورنہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان تو بلند ہے اُن کے خُدّام (خادموں) کی فَراست کا دوسرا نام علم نور حق ہے جسے ہم اَہلِ سنّت علمِ غیب سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن (کامل) کی فَراست کے لئے فرمایا:

اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله[٣٧] (ترمذی شریف)

یعنی مومن کی فراست سے ڈرنا چاہیے کیونکہ مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

سوال: بیضاوی وغیرہ میں لکھا ہے: قيل رأى في المنام أن الذئب قد شد على يوسف إلخ۔[٣٨]

بعض نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر بھیڑیئے نے حملہ کیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب سے اندازہ لگایا کہ کہیں حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا نہ کھا جائے ۔

جواب: پھر وہی غلط فہمی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے خواب سے اندازہ لگایا ہو گا لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کے لئے اندازہ لگانے کا اِتّہام (الزام) وہی لگاتا ہے جیسے یہ عقیدہ معلوم نہیں اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی "رؤيا الأنبياء وحي"[٣٩] انبیاءِ کرام علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتی ہے، جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا خواب میں دیکھنا وحی رَبّانی ہے تو پھر انکار کیوں؟ اور ہم اَہلسنّت انبیاءِ کرام علیہم السلام کے علمِ غیب کو وحی الٰہی کے ماتحت مانتے ہیں۔

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے خلاف واقعہ بتایا ہے یہی ہم کہتے ہیں کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کو علم نہیں ہوتا ۔

---

(٣٧) سنن الترمذي, أبواب التفسير عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب ومن سورة الحجر, رقم الحديث 3127, 200/5, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى م.

(٣٨) أنوار التنزيل وأسرار التأويل, سورة يوسف, الآية 13, 157/3, دار إحياء التراث العربي بيروت, الطبعة الأولى هـ.

(٣٩) تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم الرازي, رقم الحديث 18231, 3221/10, مكتبة نزار مصطفى الباز المملكة العربية السعودية, الطبعة: الثالثة هـ.

جواب: یہ کسی نامعقول آدمی کاوسوسہ ہے ورنہ حضرت یعقوب علیہ السلام واقعہ کے مطابق تو بول رہے ہیں کہ تم واپس آکر مجھے یونہی کہوگے چنانچہ ایسے ہی ہوا صاحبِ روح المعانی صفحہ ۱۷۵، اور شارحِ بیضاوی صفحہ ۱۶۱، جلد ۵ میں لکھتے ہیں:

"وإنما حذره لأن الأنبياء عليهم السلام لمناسبتهم التامة بعالم الملكوت تكون واقعاتهم بعينها واقعة وإلّا فالذئب في النوم يؤول بالعدو"[٤٠]

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اولاد کو بھیڑیئے سے اِس لئے ڈرایا کہ انبیاء علیہم السلام کو عالمِ ملکوت سے کلی مناسبت (مکمل ہم آہنگی) ہوتی ہے اور وہ واقعات کو بعینھا ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ورنہ خواب میں بھیڑیئے کو دیکھنے کی تعبیر وہ نہیں جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے خبر دی ہے بلکہ اُس کی تعبیر دشمن کو دیکھنا یا اُس کا حملہ کرنا وغیرہ، اِس سے وہابیہ کے اعتراض کا جواب بھی ہو گیا۔ وہ یہاں یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے غیبی خواب کی تعبیر کی وجہ سے دی ہم اَہلِ سنّت اگرچہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تعبیر الرویا کو بھی وحی الٰہی مانتے ہیں لیکن یہاں چونکہ تعبیر سے کوئی تعلق نہیں اِس لئے کہ تعبیر کا تقاضا یہ تھا کہ یہاں خواب میں بھیڑیئے کو دیکھ کر صاحبزادوں کو فرماتے کہ "أخاف من العدو" میں اِس کے لئے اِس کے دشمن سے ڈرتا ہوں چنانچہ اِس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ روانگی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قمیص جو حَریرِ جنّت (جنتی ریشم) کی تھی جس وقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے اُتار کر آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے وہ قمیص آپ کو پہنائی تھی وہ قمیص مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اور اُن سے اُن کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچی۔ وہ قمیص مبارک حضرت یعقوب علیہ السلام نے تعویذ بنا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دی۔[٤١] بتایئے اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو صاحبزادوں کی سازش کا علم نہیں تھا تو پھر تعویذ گلے میں ڈالنے کا کیا معنی۔ چنانچہ اُس تعویذ کی برکت سے ایسے ہی ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں ہر طرح کی تکالیف سے محفوظ رہے۔

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ تعویذ وغیرہ گلے میں ڈالنا سنّتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام ہے اور یہی طریقہ بحمدہٖ تعالٰی اَہلِ سنّت کو نصیب ہے اور وہابی بد قسمت تعویذ کی نعمت سے محروم ہے اور پھر اُلٹا انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سنّت پر طعن و تشنیع کرتا ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ والوں کی مُتبرّک اشیاء (مبارک اشیاء) میں نفع پہنچانے کی تاثیر اللہ کریم نے رکھی ہے تبھی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کے گلے میں یہ تبرُّک ڈالا، ثابت ہوا کہ اَہلِ سنّت کا طریقہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی پیروی پر ہے۔

فائدہ: امام غزالی نے تفسیر احسن القصص میں لکھا کہ آپ نے "اَنْ یَّاکُلَهُ الذِّئْبُ" اِس لئے فرمایا کہ آپ کو خواب میں اُن کی صورتیں بھیڑیئے کی دکھائی گئیں۔ چنانچہ اُن کے اپنے الفاظ یہ ہیں: "علم يعقوب ما في نفوسهم لانهم رآهم على صورة الذئب في منامه الاشارة يعقوب رآهم عند المعصية على صورة الذئاب الخ" اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیٰ علیہ السلام کے متعلق علم تھا کہ حادثہ پیش آئے گا لیکن چونکہ تقدیرِ رَبّانی کے سامنے سوائے سرِ تسلیم خَم (اطاعت) کے اور کیا کرتے۔

---

(٤٠) روح المعاني, سورة يوسف, الآية 13, 387/6, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ.
عناية القاضي وكفاية الراضي, سورة يوسف, الآية 13, 160/5, دار صادر بيروت.

(٤١) روح البيان, سورة يوسف, الآية 14, 222/4, دار الفكر بيروت.

۸۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال کر واپس لوٹے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے مکان کے قریب پہنچ کر رونے لگے حضرت یعقوب علیہ السلام باہر تشریف لائے سبب پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ ہم آپس میں دوڑتے تھے اور دور نکل گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اَسباب کے ساتھ چھوڑ گئے واپس آئے تو یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نے کھالیا، یوسف علیہ السلام کے کُرتے کو جھوٹا خون لگا کر پیش کر دیا، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کا بیان سُن کر فرمایا: بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ

یعنی بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنالی ہے اب صبر اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہی مدد چاہتا ہوں اُن باتوں پر جو تم بتارہے ہو۔

فائدہ: انبیاءِ کرام علیہم السلام کسی پر بدگمانی کرنے سے معصوم ہیں کیونکہ بدگمانی گناہ ہے اور انبیاءِ کرام علیہم السلام ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں، باقی قمیص کو دیکھ کر بھیڑیئے کو بلا کر اپنے علم کی دلیل کے لئے نہیں بلکہ اِتمامِ حُجت (ثابت کر دینے) کے لئے تھا بلکہ سچ پوچھو تو وہ اُلٹا اپنے علم پر توثیق (تصدیق) فرمارہے تھے تاکہ صاحبزادوں کو یقین ہو جائے کہ اباجی اِس معاملے میں باخبر ہیں۔ ہمارا اِستدلال نص قطعی سے ہے کہ آپ نے فرمایا: اے بیٹے یہ سارا بہانہ ہے ورنہ میرے یوسف علیہ السلام تو زندہ ہیں۔ اب اِس جُدائی پر میں صبر کرتا ہوں۔ مخالفین کا نص کے سامنے کیا اعتبار جس کے متعلق آئندہ چل کر مُفصّل طور پر عرض کروں۔ (إن شاء الله)

مُفسّرین کی تصریحات ملاحظہ ہوں

۱۔ روح البیان، صفحہ ۱۳۳ جلد ۴، تحت آیتِ ہذا ایک فارسی عبارت لکھتے ہیں کہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ روانہ کرتے وقت خوب روئے اِس کا سبب حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا تو جواب میں فرمایا:

" ای یوسف ازین رفتن تو رایحه اندوهی عظیم بمشام دل من میرسد ونمی دانم که سر انجام کاربکجا خواهد کشید باری لا تنساني فإني لا أنساك فراموشی نه شرط دوستانست"[۴۲]

یعنی اے یوسف آپ کے جانے سے جُدائی کی بو آتی ہے واللہ اَعلم انجام کیا اچھا اللہ حافظ مجھے نہ بھلانا میں تجھے نہ بھلاؤں گا۔

اِسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام اُن کی واپسی پر اُن سے حالات سُن کر فرمایا: ا۔" بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا" (یوسف:۱۸) اِس آیت سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم کا ثبوت ہے کہ آپ نے اُن کی کاروائی کا مشاہدہ فرمایا۔ مشاہدہ و مُعائنہ کے بعد مذکورہ بالا ارشاد سنایا۔ چنانچہ مُفسّرین بھی تائید فرماتے ہیں:۔

۲۔ عنایۃ القاضی، صفحہ ۱۶۳، جلد ۵ میں ہے کہ

لما جعلوا الدم علامة لصدقهم وسلامة القميص دالة على كذبهم علم يعقوب عليه الصلاة والسلام أنه ليس الأمر كما قالوا مع وثوقه بالرؤيا الدالة على بلوغه مرتبة علية[۴۳]

---

(۴۲) روح البيان, سورة يوسف, الآية 14, 222/4, دار الفكر بيروت.

(۴۳) عناية القاضي وكفاية الراضي, سورة يوسف, الآية 18, 162/5, دار صادر بيروت.

یعنی اُنہوں نے جھوٹا قمیص تو دیکھا لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کو یقین تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا تھا وہ ضرور بلند مرتبہ حاصل کریں گے۔

۳۔ **مواهب الرحمن** تحت آیتِ ہذا میں لکھتے ہیں کہ "نہیں بلکہ تمہارے نفس نے تَسوِیل (دھوکہ) سے کوئی اَمر کیا ہے یعنی تم لوگ اپنے نُفوس کے پھندے (نفس کے جال) میں مُطیع (قید) ہوئے۔ اُس نے تم کو برا کام بھلا (اچھا کر) دکھایا وہ تم کر کے آئے ہو بھیڑیئے وغیرہ نے نہیں کھایا۔ ذکرہ الحافظ (یعنی ابن کثیر)۔ بعض عُلماء نے کہا کہ آنحضرت علیہ السلام تو پہلے ہی اپنے فرزند دِلبند (بیٹے) کو کہہ چکے تھے کہ "كَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ" لیکن تقدیرِ الٰہی جب جاری ہوتی ہے تو حُسنِ تدبیر حکمتِ الٰہیہ سے پردہ عجیب طاری ہوتا ہے اور خود (حضرت) یعقوب علیہ السلام نے آخر کہا: "إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ" پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو جو علم تھا اُس سے جانتے تھے کہ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) زندہ ہیں۔"[۴۴]

۴۔ اِسی تفسیر صفحہ ۲۰۴، میں اِسی جگہ پر لکھا ہے کہ "اِس سے فَراستِ حضرت یعقوب علیہ السلام ظاہر ہے اور اُن کو نُفوس (لوگوں) کے کَید وفریب سے آگاہ کر دیا۔ اور اشارہ ہے کہ تم اپنے فریب میں خود گرفتار ہو اور میں تو درمیان میں سوائے سابقہ تقدیر کے کچھ نہیں دیکھتا ہوں پس "قوله فَصَبْرٌ جَمِيلٌ" سے حق عزوجل نے لباس پہنایا۔ الخ"[۴۵]

۵۔ **روح المعانی** صفحہ ۱۸۰ تحت آیتِ ہذا میں لکھا ہے کہ

وينضم إلى ذلك وقوفه بالرؤيا الدالة على بلوغه مرتبة علياء تنحط عنها الكواكب[۴۶]

یعنی یہ بات اُنہیں اُس خواب سے معلوم ہوئی کیونکہ اُنہیں یقین تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بلند مَراتب پر ضرور پہنچیں گے اور اُنہیں گیارہ (۱۱) ستارے ضرور سجدہ کریں گے۔

فائدہ: یہی علم کی دلیل کافی ہے کہ آپ نے جب سے سُن لیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو خواب سنا دیا ہے اور تقدیر کا نُزول بھی اِس امر سے مُرتبط (وابستہ) تھا اور اُسے خود حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے خود بیان فرمایا تھا۔

ہماری اِس تصریح پر مخالفین کی طرف سے چند سوالات وارد ہوتے ہیں اُن کے جوابات بھی ضروری ہیں ۔

سوال: اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام اور اُس کے بھائیوں کا مکمل حال معلوم تھا[۴۷] تو پھر بھیڑیئے کو کیوں بلایا اور اُس سے حالات کیونکر معلوم کیے؟

---

(۴۴) البرھان مقدمہ تفسیر مواھب الرحمن، یوسف:۱۲، ۳/۱۸۸، مطبع منشی نولکشور، لکھنؤ

(۴۵) البرھان مقدمہ تفسیر مواھب الرحمن، یوسف:۱۲، ۳/۱۹۰، مطبع منشی نولکشور، لکھنؤ

(۴۶) روح المعاني, سورة يوسف, الآية 18, 392/6, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ م.

(۴۷) بھیڑیے کا مکمل قصہ تفسیر فیوض الرحمن میں موجود ہے اور امام غزالی قدس سرہ کی تفسیر احسن القصص میں بھی موجود ہے۔

جواب: وہ تو اِتمامِ حُجّت کے لئے تھا جیسے قیامت میں اللہ تعالیٰ بندوں کے حساب کے وقت اِتمامِ حُجّت کے طور پر انبیاءِ کرام علیہم السلام سے گواہ طلب کرے گا پھر زبان کو بولنے سے روک کر ہاتھ پاؤں وغیرہ سے اَعمال کی تصحیح کرائے گا۔

کما قال تعالیٰ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (یس: ۶۵)

یعنی ہمارے ساتھ اُن کے ہاتھ بولیں گے اور اُن کے پاؤں گواہیاں دیں گے اُن کے اَعمال پر جو اُن سے صادر ہوئے۔

نیز یہ تو اُلٹا حضرت یعقوب علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ جنگل کے درندوں کو بُلوالیا اور بیٹوں کو دکھلانا تھا کہ صرف تم نے میری بغاوت کی ورنہ میرا ادب تو بھیڑیئے بھی کرتے ہیں۔

فائدہ: اِس سے ثابت ہوا کہ درندوں اور وحشیوں کو بھی انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ساتھ ادب اور نیاز مندی اور غلامی کا تعلق ہے لیکن وہ شوم بخت (بد بخت) ہے جو انبیاءِ کرام علیہم السلام اور بالخصوص اِمام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بے ادب اور گستاخ ہے۔

لطیفہ: ہمارے عوام بلکہ جاہل واعظوں میں مشہور ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے سے سوال کیا کہ تو نے میرے بچے کو پھاڑ کھایا ہے؟ تو بھیڑیئے نے جواب دیا کہ اگر میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دُکھ پہنچایا ہو تو مجھے اللہ تعالیٰ چودہویں صدی کے مولویوں سے اُٹھائے۔ (لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم) یہ نہ کسی حدیث میں ہے نہ کسی تفسیر میں یہ انگریز کی شرارت تھی جب اُس نے دیکھا کہ اُسے عُلماءِ کرام نے ۱۲۰۰ء، ۱۳۰۰ھ میں چنے چبوادیئے ہیں تو اُس نے اِسی قسم کے حملے کئے عُلماءِ کرام کی بہت اونچی شان ہے یہ نائبِ رسول اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے گدی نشین ہیں اُن کی توہین کفر اور جہنم میں پہنچانے والی ہے اور اُن کی تعظیم و تکریم بَہشت (جنت) کا ٹکٹ بشرطیکہ وہ عقائدِ صحیحہ کے حامل اور ارشاداتِ مصطفویہ کے عامل ہوں ورنہ بدعقیدہ اور بدعمل عالم جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن اور سخت ترین عذاب کا مستحق ہے۔ یہ سوالات امام غزالی علیہ الرحمہ کے حوالے سے اُبھرے، اب دوسرے حوالہ جات پڑھئے۔

تفسیر مواہب الرحمن، صفحہ ۱۹۵، پارہ ۲ تحت آیتِ ہٰذا از عرائس البیان میں لکھا ہے کہ ’’حضرت یعقوب علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا اُن کے حد کے بھیڑیئے سے خوف کیا اور اُس کو بھیڑیا دیکھنا حقیقت تھا یعنی حد کی صورت بھیڑیئے کی ہے اور اُن واقعات میں جو کچھ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھا اُس میں اُن کی نظرِ باطنی سابقہ تقدیر پر واقع ہوئی اور فرزندوں سے دربارہ (حضرت) یوسف علیہ السلام کے جو کچھ نورِ نبوّت سے دیکھ کر بیان کیا وہ آئندہ زمانے کے واقعات ہونے والے تھے۔‘‘[۴۸]

بہرحال حضرت یعقوب علیہ السلام نے معاملہ کو قبل از وقت باذنہٖ تعالیٰ وعطاءٖ معلوم کرلیا تھا اِسی لئے اُن کو آتے ہی بتادیا لیکن چونکہ اُس میں اُن سے اللہ تعالیٰ نے امتحان لینا تھا اِسی لئے سرِ تسلیم خم کرلیا ورنہ اُن پر لازم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش کراتے حالانکہ تازہ واقعہ سے اُن کے دل پر ضربِ کاری لگی تھی اِسی لئے بڑی جدّ و جُہد کرتے لیکن اُن کی خاموشی بتاتی ہے کہ کچھ راز تھا اُس پردہ داری میں۔ اِس کی مزید تشریح ہم نے آگے چل کر عرض کرنی ہے۔

---

(۴۸) البرھان مقدمہ تفسیر مواہب الرحمن، یوسف: ۱۴، ۳/۱۸۱، مطبع منشی نولکشور، لکھنؤ

لطیفہ: یہاں قُرب میں جو صرف ۹ میل کا فاصلہ تھا خاموشی لیکن جب ملاقات کا وقت قریب آ گیا تو اسّی(۸۰) میل دور ملکِ مصر میں بیٹھنے والے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ لیا" يٰبَنِيَّ اِذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوْا "اِس میں غور و فکر کی دعوت ہے اُن کو جن میں غور و فکر کا مادہ ہے۔

٦۔جب سیّدنا حضرت یوسف علیہ السلام کو زُلیخا نے بند کمروں اور تنہائی میں بُرے ارادے پر اپنی طرف بلایا تو وہاں یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام بچانے والے تو تھے ہی: کما قال الله تعالى: وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ لَا بُرْهَانَ ربه

یعنی بیشک زُلیخا نے اُس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔

آیت میں بُرہان سے مُراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں چنانچہ تَفاسیر ذیل میں ہے:۔

۱۔تفسیر مظھری، سورہ یوسف، صفحہ ۲۲ میں ہے:

قال قتادة وأكثر المفسرين إنه رأى صورة يعقوب وهو يقول له يا يوسف تعمل عمل السفهاء وأنت مكتوب في الأنبياء[٤٩]

یعنی قتادہ اور اکثر مُفسّرین کا یہ قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا اور وہ فرما رہے ہیں کہ اے یوسف یہ کام بیوقوفوں کا ہے اور تم تو نبیوں میں لکھے جا چکے ہو۔

۲۔اور لکھا: وقال الحسن وسعيد بن جبير ومجاهد وعكرمة والضحاك انفرج له سقف البيت فرأى يعقوب عليه السلام عاضا على إصبعه[٥٠] پہلے ترجمہ کے مطابق اِس کا مفہوم ہے۔

۳۔اور فرمایا: وقال سعيد بن جبير عن ابن عباس مثل يعقوب فضرب بيده في صدره فخرجت شهوته من أنامله[٥١]

۴۔اور فرمایا: وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم وأبو الشيخ عن محمد بن سيرين قال مثل له يعقوب عاضا على إصبعه يقول يوسف بن يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم خليل الرحمن اسمك في الأنبياء إلخ[٥٢]

۵۔اور فرمایا: وأخرج ابن جرير عن القاسم بن أبي نزة قال نودي يا ابن يعقوب لا تكونن كالطير له ريش فإذا زنى فغدا ليس له ريش فلم يعرض للنداء فرفع رأسه فرأى وجه يعقوب عاضا على إصبعه فقام مرعوبا استحياء من أبيه[٥٣]

اِسی طرح بیضاوی شریف تحت آیتِ ہذا میں ہے:[٥٤]

---

(۴۹)التفسير المظهري, سورة يوسف, الآية 24, 154/5, مكتبة الرشدية الباكستان؛ هـ.

(۵۰)التفسير المظهري, سورة يوسف, الآية 24, 154/5, مكتبة الرشدية الباكستان؛ هـ.

(۵۱)التفسير المظهري, سورة يوسف, الآية 24, 154/5, مكتبة الرشدية الباكستان؛ هـ.

(۵۲)التفسير المظهري, سورة يوسف, الآية 24, 154/5, مكتبة الرشدية الباكستان؛ هـ.

(۵۳)التفسير المظهري, سورة يوسف, الآية 24, 154/5, 155, مكتبة الرشدية الباكستان؛ هـ.

(۵۴)أنوار التنزيل وأسرار التأويل, سورة يوسف, الآية 24, 160/3, دار إحياء التراث العربي بيروت, الطبعة الأولى؛ هـ.

۶۔**الحاوی للفتاوی**، علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی ابنِ جریر سے بعض روایاتِ مذکورہ نقل فرمائی ہیں[۵۵] اور **تفسیر احسن القصص** میں امام غزالی اور مُفسّرین نے یہی روایت نقل فرمائی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

۷۔**روح المعانی**، صفحہ ۱۹۲ تحتِ آیت ہذا۔[۵۶]

۸۔**بیضاوی شریف**[۵۷]، تحت آیتِ ہذا صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ مصر، علی شرحہ **الخفاجي**

۹۔**روح البیان**، تحت آیتِ ہذا صفحہ ۲۳۸[۵۸]

فائدہ: تقریباً اکثر مُفسّرین نے یہاں پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا دکھائی دینا لکھا ہے اگرچہ مُفسّرین نے یہاں پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا اُس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی رہبری کرنا لازمی اَمر تھا اِس لئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پیرو مُرشد تھے اور پیرو مُرشد کا ایسے مَواقع پر رہبری کرنا لازمی اَمر ہوتا ہے اور اِس قاعدہ کو مخالفین نہ صرف مانتے بلکہ اُسے اپنے دلائل میں پیش کرتے ہیں، چند حوالے فقیر یہاں پیش کرتا ہے اُس کے بعد فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب **امداد السلوک** صفحہ ۱۰ میں لکھتا ہے:

ہم مُرید بہ یقین و اند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مُرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دوراست اما روحانیت او دورنیست چون این امر محکم داند و ہروقت شیخ را بیاد وارد وربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و چون مُرید درحل و اقعہ محتاج شیخ بود را بہ قلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالی القاء خواہد کردیگر ربط نام شرط است و بہ سبب ربط قلب بشیخ لسان قلب او ناطق می بود و بسویٰ حق تعالی راہ می کشاید و حق تعالیٰ اورامحدث می کند۔[۵۹]

یعنی مُرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں مقیّد نہیں ہے مُرید جہاں بھی دور یا نزدیک اگر پیر کے جسم سے دور ہے مگر پیر کی روحانیت دور نہیں جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت پیر کی یادرکھے اور دلی تعلق اُس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اُس سے فائدہ لیتا رہے۔ مُرید واقعہ کی حالت میں پیر کا محتاج ہوتا ہے شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبانِ حال سے اُس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور اِلقاء کرے گی مگر پورا تعلق شرط ہے اور شیخ سے اُس تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالی کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اُس کو صاحبِ الہام کر دیتا ہے۔

اِس عبارت میں حَسبِ ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں: ۔

۱۔ پیر کا مُرید کے پاس حاضر و ناظر ہونا۔ ۲۔ مُرید کا تصوّرِ شیخ میں رہنا۔ ۳۔ پیر کا حاجت روا ہونا۔ ۴۔ مُرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔ ۵۔ پیر مُرید کو اِلقاء کرتا ہے۔ ۶۔ پیر مُرید کا دل جاری کر دیتا ہے جب مُرید میں یہ طاقتیں ہیں تو جو ملائکہ اور انسانوں کے شیخ الشیوخ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں صفات ماننا کیوں شرک ہے۔ اِس عبارت نے تو مخالفین کے سارے مذہب پر پانی پھیر دیا۔

---

(۵۵)الحاوي للفتاوي للسيوطي, كتاب الصداق, باب الطلاق, المنجلي في تطور الولي, 260/1, دار الفكر للطباعة والنشر بيروت لبنان [illegible] م.

(۵۶)روح المعاني, سورة يوسف, الآية 24, 406/6, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى [illegible] م.

(۵۷)أنوار التنزيل وأسرار التأويل, سورة يوسف, الآية 24, 160/3, دار إحياء التراث العربي بيروت, الطبعة الأولى [illegible] ه.

(۵۸)روح البيان, سورة يوسف, الآية 24, 238/4, دار الفكر بيروت.

(۵۹)امداد السلوک، مصنف: شیخ قطب الدین دمشقی، ایڈیٹر: مولانا رشید احمد گنگوہی, ص10, مراد آباد, انڈیا، سن اشاعت [illegible] م.

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا کہ ابویزید سے طے زمین کی نسبت پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا یہ کوئی کمال کی چیز نہیں۔ دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لَحظ (لمحہ) میں قطع کر جاتا ہے[۲۰] اِس دوسرے حوالہ کا مقصد یہ ہے کہ اَولیاء اللہ کے لئے یہ ایک معمولی بات ہے کہ مشرق سے مغرب میں بیک وقت مُتعدّد (مختلف) مقامات پر موجود ہوں اور اسلام میں یہ مسئلہ مُتّفقہ ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو فقیر اویسی کا رسالہ "الانجلاء فی تطور الاولیاء" اور رسالہ "ولی اللہ کی پرواز" کا مطالعہ کیجئے، اور یہ مسئلہ بھی مُسلّم ہے کہ ولی اللہ کے تَصَرُّفات انبیاءِ کرام علیھم السلام کے معجزات کا نمونہ اور اُنہی کے فُیوضات سے مُستَفاض (فیض پاتے) و مُستَفاد (متمع) ہوتے ہیں نتیجہ نکلا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک ایک لمحہ سے باخبر تھے مخالفین نے اپنے مولویوں کے لئے اِس بڑے لمبے چوڑے نہ صرف دَعادی (دعوؤں) سے کام لیا بلکہ اُن کے لئے دلائل سے ثابت کیا ہے چنانچہ "ہفت روزہ" خدّام الدین لاہور میں اِس پر مُتعدّد شواہد قائم کئے ہیں اور علامہ ارشد القادری نے "زلزلہ" اِسی قِسم کی مُتعدّد حکایات لکھی ہیں اور فقیر چند حوالے اِسی رسالے کے آخر میں عرض کرے گا اور کچھ "صدائے نووی شرح مثنوی معنوی" میں درج کئے ہیں تفصیل "الانجلاء فی تطور الاولیاء" میں عرض کر دی ہے۔

۱۰۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کی شاہی کے تخت نشین تھے اور دنیائے عالم میں قحط پڑا اور اَناج صرف آپ کی شاہی میں ہی دستیاب ہو سکتا تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اَناج لینے مصر پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو پہچان لیا لیکن وہ اُس سے لاعلم رہے اَناج لیکر واپس روانہ ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا اور بھائی ہے اُس کے حصہ کا اناج بھی دیجئے۔ آپ نے فرمایا: اُنہیں ساتھ لاؤ واپس جا کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو تمام ماجرا بیان کیا اور عرض کیا کہ بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیجئے تا کہ اناج زیادہ ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ لَنۡ أُرۡسِلَهُ مَعَكُمۡ حَتَّىٰ تُؤۡتُونِ مَوۡثِقًا مِّنَ ٱللَّهِ لَتَأۡتُنَّنِي بِهِۦٓ إِلَّآ أَن يُحَاطَ بِكُمۡ (یوسف: ٦٦)

یعنی میں اُسے تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجوں گا جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا یہ عَہد نہ دے دو کہ تم اُسے ضرور واپس لاؤ گے ہاں یہ کہ تم کسی قدرتی امر میں گھر جاؤ۔

فائدہ: حضرت یعقوب علیہ السلام کا اِستثناء واقعہ کو معلوم ہونے کی وجہ سے تھا چنانچہ مواہب الرحمن صفحہ ۴۳ پر ابنِ کثیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں ابنِ ابی حاتم نے ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ سے روایت کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ معلوم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اُن دروازوں میں سے کسی میں بھائیوں سے ملاقی ہوں گے۔ (کذا فی ذکرہ الامام ابن کثیر)

اور بعض نے امام نخعی سے یوں ذکر کیا کہ اُن کو معلوم تھا کہ بادشاہِ مصر میرا بیٹا یوسف ہے تو چاہا کہ مُتفرّق دروازہ سے جانے میں بنیامین سے تنہائی میں ملاقی (ملاقات) ہو اور ظاہر روایتِ بالا سے یہی ہے اور کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اجازت نہ تھی کہ اُس بَھید (راز) کو ظاہر کریں۔

۴۔ اِسی مواہب الرحمن صفحہ ۴۴ میں ہے کہ اکثر لوگ نہیں جانتے کہ اُس بَھید کو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے پھر اُس نے عالمِ اَسباب میں حکم و طریقہ الٰہیہ کی پابندی کی۔

---

(۲۰) حفظ الایمان مع بسط البنان، صفحہ نمبر 12، دار الکتاب دیوبند۔

۵۔ اُس کے بعد صفحہ ۴۵ پر عرائس سے نقل کر کے لکھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جو وصیّت اولادِ یعقوب کو فرمائی تھی کہ اُسی تدبیر ابوابِ مُتفرّقہ (مختلف دروازوں) سے داخل ہوں اور یہ بھی کہہ دیا تھا کہ میں مقدورِ الٰہی تم سے کسی تدبیر کو دور نہیں کر سکتا ہوں تو یہ ہمارے نور سے دیکھ کر کہا تھا اور وہ اُمور قدرے عالم اور استعمال شریعت و عقل پر مامور تھے کہ حق عز و جل کے حکم کے آگے اپنے نفس کو محتاج و عاجز رکھتے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُس کا وصف بیان فرمایا کہ وہ ذی علم تھا اور یہ علم اُس کا اپنی طرف سے نہ تھا بلکہ ہماری تعلیم سے تھا یعنی عِلمِ لَدُنّی تھا چنانچہ خود خداوندِ قدّوس نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم وفضل کی گواہی دے دی ہے کہ "وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ" افسوس ہے کہ خود خالقِ کائنات تو اپنے پیارے حضرت یعقوب علیہ السلام کو صاحبِ علم بتاتا ہے لیکن اُس کی مخلوق اُسے لاعلم ثابت کرتی ہے یہ اُن کی بد قسمتی کی دلیل ہے اِس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو اُسی مقام پر جاہل اور لاعلم فرمادیا۔ وہ مانیں یا نہ مانیں یہ اُن کی قسمت ورنہ قرآن مجید میں واضح سے واضح تر مضمون کو بیان فرمایا ہے۔

۱۱۔ جب صاحبزادے حضرت بنیامین کو لیکر روانہ ہونے لگے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن سب کو ایک وصیّت فرمائی وہ یہ کہ " وَقَالَ يَٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ" اِس وصیّت میں ایک راز تھا جو خود حضرت یعقوب علیہ السلام نے قبل از وقت اشارہ بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ " وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ " جو تقدیر اُن کو گھیرنے والی تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے بتائی لیکن چونکہ تدبیر بھی اَسبابِ دینویہ میں سے ہے اُس کا عمل میں لانا بھی ضروری ہے اِس لئے آپ نے صاحبزادوں کو تدبیر بتا کر تقدیر کی خبر بھی قبل از وقت دے دی" كما قال اِنِ الحُكْمُ إِلّا لِلّٰه " اور اِن تمام باتوں کی تصدیق خود کلامِ الٰہی میں ہے:" كما قال الله تعالى وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَهَا" یہ تمام معاملات حضرت یعقوب علیہ السلام پر مُنکشِف (عیاں) تھے بھی تو اللہ تعالیٰ نے اِن تمام معاملات کو بیان کر کے آخر میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی علمی قوّت کا اظہار یوں فرمایا:" وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَهُ وَلَكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ " دیکھئے کیسے پیارے انداز سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قُدسی علم (الہامی علم) کو بیان فرمایا گیا ہے منکرینِ عُلومِ نُبوّت کو لا یعلمون کا طمانچہ کافی ہے اِس سے زیادہ کیا لکھوں جب خدا تعالیٰ اُنہیں لاعلم جاہل کہے۔ تفاسیر میں آیا ہے:

۱۔ روح المعانی میں مولانا سیّد محمود آلوسی بغدادی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) اپنی تفسیر میں تحت آیتِ ہٰذا لکھتے ہیں کہ

وقيل المراد لا يَعْلَمُوْنَ أن يعقوب عليه السلام بهذه المثابة من العلم ويراد بأكثر الناس حينئذ المشركون فإنهم لا يعلمون أن الله تعالى كيف أرشد أولياءه إلى العلوم التي تنفعهم في الدنيا والآخرة"[۲۱] (صفحہ ۲۱ مطبوع مصر تحت آیت ہٰذا)

یعنی بعض مُفسّرین نے فرمایا کہ بعض لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کی علمی قوت سے بے علم ہیں یہاں پر اکثر الناس سے مشرکین مراد ہیں اِس لئے اُنہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اَولیاء کو کسی شان سے بڑے عُلوم سے نوازتا ہے وہ عُلوم انہیں دارین میں نافع ہوتے ہیں۔

(۲۱) روح المعاني، سورة يوسف، الآية 28، 21/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ م.

فائدہ: اِس حوالہ سے ثابت ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے عُلوم کے منکر مُشرک تھے اور یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کے عُلوم کے منکرین کو لا علم یعنی جاہل کہتا ہے۔

۲۔ مواھب الرحمن صفحہ ۳۹ پارہ ۱۳ تحت آیت ہذا میں لکھا کہ شیخ نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں کی نیّت در بارہ بنیامین پکی دیکھی کہ در حقیقت یہی چاہتے ہیں کہ حفاظت کریں اور واپس لائیں اور بنورِ نُبوّت صورۃِ واقعہ آئندہ بھی دیکھی کہ مقدور کے دَفعیہ سے یہ لوگ عاجز ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کو مطلّع غیب قرار دیا۔ مزید تفصیل ہم نے پہلے عرض کر دی ہے۔

۱۲۔ جب حضرت بنیامین کو حضرت یوسف علیہ السلام نے روک لیا تو صاحبزادوں نے واپس آکر عرض کیا:

إِنِ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حفظين

یعنی اُن کے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوں فرمایا: "بَلْ سَوَلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيل" فرمایا: تمہارے نفس نے کچھ حلیہ (جھوٹ) بنادیا تو اچھا صبر ہے۔

فائدہ: یہ الفاظ بھی موقعہ کو مُشاہدہ ومُعائنہ فرماکر کہہ رہے ہیں کیونکہ وہ صاحبان بظاہر تو سچّے تھے کہ حضرت بنیامین چوری کے الزام میں گرفتار ہوئے ہیں اور اِس پر اُنہوں نے قوّی شہادتیں بھی کر دیں۔ چنانچہ کہا: "وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَادِقُونَ" لیکن اُس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں: بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا اِن تمام جملوں کو آپس میں ملانے سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے عُلوم کا دریا بے کنارہ تھا مُفسّرین کی تصریحات ملاحظہ ہوں :۔

۱۔ روح المعانی تحت آیتِ ہذا صفحہ ۲۴ میں ہے:

وقيل لا تجوز ولا إضمار في الموضعين والمقصود حالة تحقيق الحال والاطلاع على كنه القصة على السؤال من الجمادات والبهائم أنفسها بناء على أنه عليه السلام نبي فلا يبعد أن تنطق وتخبره بذلك على خرق العادة(۶۲)

یعنی بعض مُفسّرین نے لکھا کہ "وسلِ الْقَرْيَةَ" میں مجازنہ ہو اور نہ ہی اُس میں مُضاف محذوف ہو اِس سے اُن کا مقصود یہ تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام صاحبِ معجزات ہیں وہ خود ہی بستی کے مکانات اور در و دیوار سے پوچھ لیں اور جانوروں سے بھی کیونکہ وہ یعقوب علیہ السلام سے بولیں گے۔ اُس کے بعد لکھا کہ

وقال بعض الأجلة الأولى إبقاء الْقَرْيَةَ والْعِيرَ على ظاهرهما وعدم إضمار مضاف إليهما ويكون الكلام مبنيا على دعوى ظهور الأمر بحيث إن الجمادات والبهائم قد علمت به وقد شاع مثل ذلك في الكلام قديما وحديثا(۶۳)

یعنی بعض بزرگوں نے فرمایا حقیقی معنی بہتر ہے کیونکہ در و دیوار اور بَہائم (جانوروں) کی گواہی زیادہ مَوزوں (مناسب) ہوگی اور اُن سے مخاطب ہونا قدیمًا حدیثًا (پرانے زمانے سے لے کر نئے زمانے تک مسلسل) چلا آیا ہے۔

---

(۶۲) روح المعاني, سورة يوسف, الآية 82, 37/7, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ.

(۶۳) روح المعاني, سورة يوسف, الآية 82, 37/7, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ.

اِس کے بعد اُس دعویٰ پر چند اَشعار لکھ کر فرماتے ہیں کہ اگرچہ جُمہور کے نزدیک مجاز اَولیٰ ہے لیکن مذکورہ بالا تقریر میں لَطافت(نرمی) ہے۔

ولا يخفى أن مثل هذا لا يخلو عن ارتكاب مجاز نعم هو معنى لطيف بيد أن الجمهور على خلافه وأكثرهم

على اعتبار مجاز الحذف[٦٤] (روح المعانی صفحہ ۳۵ الجزء الثالث عشر)

فائدہ: اِس گفتگو سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادوں کا بحیثیت اُمّتی ہونے کا عقیدہ تھا کہ نبی علیہ السلام کے ساتھ درو دیوار اور بہائم(جانور) بولیں گے تو اِس سے ہماری سچّائی کا اظہار ہو گا اور ہم اِس واقعہ سے بَری الذّمہ ہوں گے ورنہ اُن کی سابقہ کیفیت تو مَخدوش(خراب) تھی چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُنہیں اشارہ فرمایا کہ واقعی تمہارا اُس میں کوئی قصور نہیں اور نہ ہی میرا بیٹا بنیامین چور ہے لیکن وہ وعدہ وصل(ملاقات کا وعدہ) قریب ہو گیا ہے اِس لئے صبر کرتا ہوں لیکن تم جاؤ اب حضرت یوسف علیہ السلام کو تلاش کرو، کما قال: عسى الله الخ۔ اور یہ کلمات بدگمانی یا اٹکل پچو اور قیاس آرائی سے نہیں کہے جارہے بلکہ لِسانِ نُبوّت سے نکل رہے ہیں اور وحی رَبّانی کے مورِد(منبع) فرمارہے ہیں اور یہی ہمارا مُدّعا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام واقعہ کو دیکھ کر فرمارہے ہیں کہ نہ بنیامین نے چوری کی ہے اور نہ ہم فتویٰ دیتے ہیں کہ ہماری شریعت میں چور کی سزا یہ ہے اور نہ ہی وہ وہاں رہتے وگرنہ اُن کو وہاں رکھ لیا گیا تو کوئی حَرَج نہیں چند روز اُن کی جُدائی بھی برداشت کرلیتا ہوں لیکن اب پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا ہے اب جُدائی کی سختیاں برداشت کرنے کی نہیں، سُن لو اب یعقوبی فتویٰ یہ ہے: "عَسَى اللهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيْعًا" حضرت یعقوب علیہ السلام کے منکرین اگر تعصُّب کی پٹی آنکھ سے اُتار کر نُصوصِ قَطعیہ کو دیکھیں تو کسی قسم کا تَرَدُّد(شک) باقی نہیں رہتا جب حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہما السلام کی ملاقات کا وقت قریب تر ہو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے صاحبزادوں سے کہا: عسى الله یعنی اب تینوں صاحبزادوں کی ملاقات ہونے والی ہے۔ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کا علم نہ ہوتا تو بِهِم (جمع) کے بجائے بِهِمَا(تثنیہ) بولتے کیونکہ وہاں تو صرف بنیامین اور پھر شرمساری کے مارے یہودا(یوسف علیہ السلام کے بھائی) رہ گئے تھے لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کے ملنے کا وقت بھی قریب تر ہو گیا۔ وقت بھی قریب تر ہو گیا ہے اِسی لئے لفظ "عَسَى" سے بیان کیا جو مُضارِع(مستقبل) کے قریب تر زمانہ پر دلالت کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُمید کا اظہار کیا تو صاحبزادوں نے کہا:

"قَالُوا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتّٰى تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ"

آپ نے اُن کے جواب میں فرمایا: قَالَ إِنَّمَا اشْكُوا بَثِّى وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

اُس کے بارہ میں اب اسلافِ صالحین علیہم الرحمہ کی سنیے:۔

۱۔ مواهب الرحمن تحت آیتِ ہذا صفحہ ۶۹ پر لکھتے ہیں صیغہ جمع جو کم سے کم تین فَرد ہوتے ہیں سب کو مجھ سے ملادے اور وہ یوسف و بنیامین اور تیسرا بیٹا ہے جو وہیں رہ گیا تھا۔[٦٥]

۲۔ اِس کے بعد صفحہ ۷۰ پر لکھا کہ اوّل تو اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن کو معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ اور خود مختار موجود ہیں دوم سب مجموع(ایک ساتھ) ملیں گے کیونکہ موافق اصل کے جمیعاً تاکید اُن سب کے آنے کی بصورت اِجتماعی ہے جو "یاتینی بھم " سے مشکوک ہے کہ شاید ایک

---

(٦٤) روح المعاني, سورة يوسف, الآية 82, 37/7, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ م.

(٦٥) تفسیر مواهب الرحمن, پارہ 13, سورۃ یوسف, الآیۃ 65, صفحہ نمبر 71, مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ۔

دوسرے کے بعد آجائیں توجمیعاً سے ظاہر کر دیا کہ مجموع ملیں گے۔ سوم یہ کہ "عسی الله" کے قُربِ زمانہ پر اعلام کیا پس حُسنِ ظَن کے طور پر ایسے اُمور تحقیقی کا گمان غیر مرضی ہے ہاں فَراست کے طور پر مُسلّم ہے۔[٦٦]

لطیفہ: یہ وجہِ سوم دراصل ایک نظریہ کے ردّ میں لکھا اِس لئے کہ بعض مُفسّرین نے لکھ دیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ علم حسن الظن کے طور تھا یا بطریقِ فَراست۔ مولوی امیر علی نے قولِ اوّل کو ٹھکرا دیا اور ہم اَہلِ سنّت بھی اِسی لئے وہابیہ دیوبندیہ کے قول کو ٹھکراتے ہیں اِس لئے کہ نُبوّت کو ظن (گمان) کہا اُس کے لئے تو یقین بلکہ عین الیقین ماننا ضروری ہے۔

٣۔ اُس کے بعد آخر میں یہی صاحب لکھتے ہیں کہ القصّہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنورِ الٰہی تعالیٰ نہایت ادب سے اُمیدواری کے لفظ سے یہ اِلتجا کی کہ عنقریب اللہ اُن سب کو مجھ سے ملا دے گا کیونکہ اُن کو علمِ اَسرار قدرت (خدائی رازوں کا علم) معہ علمِ نُبوّت عطا ہوا تھا اور انقطاعِ تعلق شُہود ہو چکا۔[٦٧] [٦٨]

٤۔ یہی صاحب صفحہ ٧٢ پر اِسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيْعًا" یہ تو حیاتِ یوسف علیہ السلام پر علم ہے اور یہ قول کہ فقط حُسن الظن تھا۔ مُستبَعَد (بعید از قیاس) ہے[٦٩] اِس کی وجہ فقیر نے اُوپر لکھ دی ہے۔

٥۔ یہی صاحب صفحہ ٧٦ پر اِسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ مجھے اِن معاملاتِ الٰہی میں علم نُبوّت سے جو کچھ معلوم ہے وہ تم کو معلوم نہیں ہے اور تم میرے فعل (کام) کو اپنے فعل (کام) پر قیاس مت کرو۔

کار پاکانِ را قیاس از خود دیگر	گرچه ماند ور نوشتن شیر و شر[٧٠]

٦۔ اُس کے بعد صفحہ ٧٧، ٧٦، پر لکھا کہ مُترجم کہتا ہے کہ اَقرب (زیادہ قریب) وہ قول بیضاوی ہے کہ مجھے حکمتِ الٰہیہ سے وہ علم ہے جو تم کو نہیں ہے پس میرا فعل اُس حکمت پر مبنی ہے اور وہ بھی اَولیٰ ہے جو اِبنِ کثیر نے ذکر کیا کہ اِبنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قول "إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْن" یعنی خوابِ یوسف اور اللہ تعالیٰ ضرور اُس کو سچ ظاہر کرے گا اور عوفی نے اِبنِ عباس سے روایت کی کہ میں جانتا ہوں کہ خوابِ یوسف سچ ہے اور میں اُس کے لئے سجدہ کروں گا۔[٧١]

٧۔ اِسی مواھب الرحمن صفحہ ٧٧ پر عرائس البیان سے نقل کر کے لکھا کہ "قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ" میں رَمز و اشارہ سے حقیقت کا اشارہ کیا یعنی سَرقہ وہ نہیں جو صُوَاع (پانی پینے کا برتن) چرانا تم گمان کرتے ہو اور یہ فعل انبیاء نہیں بلکہ سَرقہ اَسرارِ یوسف ہیں جو مکامن غیب کی واردات سے اُس کو آگاہ کیے ہیں۔ "فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ" کے معنی یہاں یہ ہیں کہ بَھید پوشیدہ رکھوں گا اور زیادہ خوشی وفَرحت کو پی جاؤں گا تاکہ تقدیر کا بَھید ظاہر نہ ہو اور رَبوبیّت کا معاملہ پردہ

---

(٦٦) تفسیر مواھب الرحمن، پارہ 13، سورۃ یوسف، الآیۃ 65، صفحہ نمبر 71، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ۔

(٦٧) تفسیر مواھب الرحمن، پارہ 13، سورۃ یوسف، الآیۃ 65، صفحہ نمبر 71، 72، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ۔

(٦٨) یعنی وہ ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے جہاں ظاہری مشاہدے کے تعلق سے بالاتر ہو گئے تھے۔ (نوری)

(٦٩) تفسیر مواھب الرحمن، پارہ 13، سورۃ یوسف، الآیۃ 86، صفحہ نمبر 67، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ۔

(٧٠) تفسیر مواھب الرحمن، پارہ 13، سورۃ یوسف، الآیۃ 87، صفحہ نمبر 71، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ۔

(٧١) تفسیر مواھب الرحمن، پارہ 13، سورۃ یوسف، الآیۃ 87، صفحہ نمبر 71، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ۔

میں رہے اور یہ مرتبہ تمکینِ انبیاءِ کرام علیہم السلام(مقام اقتدار انبیاء کرام) کا ہے اور اُن کو اُس خبر سے زمانۂ وصال (ملاقات کا زمانہ) قریب ہونے کا علم ہوا بدلیل "عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيْعًا" اور یہ اُمید بدیدارِ وصال بچشمِ یقین ہے۔[۴۲]

روح المعانی تحت آیت إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ لکھا ہے کہ

قيل إنما ترجى عليه السلام للرؤيا التي رآها يوسف عليه السلام فكان ينتظرها ويحسن ظنه بالله تعالى[۴۳]

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات کی اُمید تھی اور اُسی انتظار میں اللہ تعالی سے حُسنِ ظن رکھتے تھے۔

۹۔اِسی طرح بیضاوی شریف[۴۴]، مطبوعہ عنایۃ القاضی[۴۵]، صفحہ ۳۰۳، جلد میں ہے:

قارئین حضرات! سیّدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے زندہ ہونے کا یقین اِس سے اور کیا ہو جبکہ بار بار حضرت یعقوب علیہ السلام کبھی کنایہ کبھی اشارہ اور پھر فرماتے ہیں کہ لیکن جب صاحبزادوں نے اُن کے اظہار کو محض اُمیدوار خیالی تصوّرات پر محمول کیا تو آپ نے اپنے علم کا ثبوت واضح فرمادیا کہ "اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ "یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو میرا جاننا اور اُن کی زندگی کا علم مجھے صرف اُمید ورِجا سے مَربوط(متّصل) نہیں اور نہ ہی محبت و عشق میں آکر تصوّراتی دنیا میں بیٹھ کر کہہ رہا ہوں بلکہ مجھے اُس کا علم عطیہ یزدانی ہے اور اب اُس کے اظہار کا وقت آگیا ہے، چنانچہ اب میں تمہیں حکماً(بطور حکم) کہتا ہوں۔

۱۰۔" يٰبَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ" غور فرمایئے اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق حضرت یعقوب علیہ السلام کو زندہ ہونے کا یقین نہیں تھا تو اب اُن کے حس(سراغ لگانے) کا حکم کیسا اور نہ بقول مُفسّرین حضرت یوسف علیہ السلام کی جُدائی کو اُس وقت تک اَسّی(۸۰) سال گذر گئے اب اَسّی(۸۰) سالہ گم شدہ صاحبزادہ کے لئے فرمایا: اے میرے صاحبزادے جاؤ یوسف علیہ السلام کا سُراغ لگاؤ۔

نکتہ: واؤ عاطفہ جو جمع کے لئے آتی ہے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دونوں بھائیوں کا یکجا رہنا معلوم تھا تبھی تو" فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ "فرمایا ورنہ سُراغ لگانے کی ضرورت تو صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے تھی کیونکہ بنیامین علیہ السلام کے لئے حس(سراغ لگانے) کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ وہ شاہِ مصر کے قابو میں تھے اور بقانونِ یعقوبی تادم زیست(عمر بھر) اُن کے قبضہ میں رہیں گے اب مُفسّرین کی سنیے۔

۱۱۔مواهب الرحمن صفحہ ۸ تحت آیتِ ہذا کہا کہ اِس آیت میں صاف اشارہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ موجود ہیں اِس کے بعد لکھا کہ مُترجِم کے نزدیک یہ بیان" أَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ "کا ہے لیکن راز کو مخفی(پوشیدہ) رکھا اور کہا: جاؤ اب غور سے تَجَسُّس(تلاش) کرو یعنی حَواس سے اِدراک کرنے کی کوشش کرو اب تک تم پر پہچان سے پردہ کیا گیا تھا اب جاکر یوسف کو پہچانو اور اُس کے ساتھ ہی بنیامین ہے اور یہ مدارک اِدراک لطیف سے

---

(۴۲)تفسیر مواهب الرحمن، پارہ13، سورۃ یوسف، الآیۃ 87، صفحہ نمبر 71، 72، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ۔

(۴۳)روح المعاني، سورة يوسف، الآية 83، 38/7، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥ھ۔

(۴۴)أنوار التنزيل وأسرار التأويل، سورة يوسف، الآية 83، 173/3، دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ۔

(۴۵)عناية القاضي وكفاية الراضي، سورة يوسف، الآية 83، 200/5، دار صادر بيروت۔

فکرِ صحیح کا قابل ہیں خلاصہ یہ کہ اوّل حکمتِ الٰہیہ مُقتضِی (مطالبہ کرنے والی) ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا کئے جائیں اور اُس وقت آنحضرت علیہ السلام نے اشارات میں گفتگو کی کہ تمہارا لے جانا مجھے تمکین کرتا (یقین دلاتا) ہے اور خوف کہ بھیڑیا کھا جائے اور اِدھر قہریا الخ۔ آخر میں فرمایا: میں علمِ الٰہی سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو اِسی واسطے ابتدائے وقت میں نہ کنعان کے کنوئیں میں تلاش کیا اور نہ کسی سے اِستمداد (مدد) چاہی جب وقت آیا تو کہا: اب جا کر حضرت یوسف علیہ السلام اور اُس کے بھائی کو حواسی (ادراکات) سے پہچانو کہ تمہارے حواس کا پردہ دور ہونے کے قریب ہے۔

۲ - روح المعانی تحت آیت یَا سَفٰی عَلٰی یُوسُفَ صفحہ ۳۶ میں ہے:

لأنه عليه السلام كان واثقا بحياتهما عالما بمكانهما طامعا بإيابهما[٧٦]

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو دونوں صاحبزادوں کی زندگی، اُن کے رہنے کی جگہ کا علم تھا اور یقیناً اُن کی واپسی کی اُمید بھی تھی۔

اِن تصریحات (وضاحتوں) کو دیکھئے پھر مخالفین کی اگر مگر کو بھی سامنے رکھیے اُس کے بعد نتیجہ نکالئے کہ آخر اُن کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم کی نفی سے مقصد کیا ہے۔

۱۲۔ "أَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ" یعنی جو کچھ اللہ سے میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

ا۔ اِس آیت کی تفسیر میں تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ

من أن رؤيا يوسف صدق وهو حي[٧٧] (جلالین صفحہ ۱۹۵) یعنی اللہ سے میں جانتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہے اور یوسف علیہ السلام زندہ ہیں۔ ۲۔ تفسیر مظہری صفحہ ۶۳۔۶۸، پارہ ۲۰ میں ہے: "من حيوة يوسف وأن الله يجمع بيننا"[٧٨]

یعنی میں جانتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ عنقریب ملیں گے۔

معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے فرزند پاک حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کا علم تھا باوجود اُس کہ جو لوگ یوں کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟ وہ خود بے علم و جاہل ہیں۔ اُنہیں پیغمبروں کا علم ہی نہیں کہ اُن کی کیا شان ہوتی ہے خدا کا پیغمبر اپنے اللہ سے وہ باتیں جانتا ہے جن سے دوسرے لوگ بالکل بے خبر ہوتے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا رنج و ملال عدمِ علم (جہالت، لاعلمی) کی بناء پر نہ تھا بلکہ جُدائی کے صدمہ سے تھا اور یہ ایک فطری چیز ہے جو ماں باپ کے دلوں میں اولاد کی طرف سے رکھی گئی ہے اُس کی تفصیل آتی ہے۔

---

(٧٦) روح المعاني, سورة يوسف, الآية 84, 38/7, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ١٤١٥ هـ.

(٧٧) تفسير الجلالين, سورة يوسف, الآية 86, رقم الصفحة 316, دار الحديث القاهرة, الطبعة الأولى.

(٧٨) التفسير المظهري, سورة يوسف, الآية 96, 200/5, مكتبة الرشدية الباكستان ١٤١٢ هـ.

۲۔مواھب الرحمن صفحہ ۹۸ تحت آیتِ ہذا لکھا کہ " إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ "لوگوں سے کہی جنہوں نے خوشبوئے یوسف پہنچنے پر ضَلالِ قدیم(پرانے گمراہی)کا وہم کیا تھا واضح ہوا کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کیا یا تو وحی سے تھا یا بطریق اِبہام(غیر واضح طریقہ)و خواب تھا یا کشفِ نُبوّت(الہامی بصیرت)تھا پس اگر وحی تھا تو اخفاء(چھپانے)کا حکم بھی ہو گا اور یہ بطریق اَسرار ہو گا اور اگر اِبہام یا خواب تھا تو یہ بھی انبیاءِ کرام علیہم السلام کے حق میں وحی کے حکم میں ہے اور کشفِ نُبوّت میں تھا تو بہت سے عُلوم منکشف(ظاہر)ہوتے جن کو بندگانِ خاص اپنے ہی قلب(دل)میں رکھتے ہیں۔ پھر لکھا کہ ہر حال میں نیک بندے حضور باری تعالیٰ میں حاضر رہتے ہیں۔

روح المعانی تحت آیتِ ہذا صفحہ ۳۸ میں لکھا:

أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ أي من لطفه ورحمته ما لا تَعْلَمُوْنَ فأرجو أن يرحمني ويلطف بي ولا يخيب رجائي أي أعلم وحيا أو إلهاما أو بسبب من أسباب العلم من جهته تعالى ما لا تعلمون من حياة يوسف عليه السلام علم ذلك من الرؤيا حسبما تقدم إلخ[۷۹]

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے لُطف(فضل)اور اُس کی رحمت سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور میں اُس کے لطف و کرم سے پُر امید ہوں مجھے نااُمیدی نہیں یعنی میں وحی والہام یا علم کے زور سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں بعض نے کہا کہ آپ کو یوسف علیہ السلام کا علم بسبب اُسی خواب کے تھا جس کی بارہا تشریح ہو چکی ہے۔

۳۔یہی مُفسّر تحت آیتِ ہذا صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں کہ "فإن مدار النهي العلم الذي أوتيه عليه السلام من جهة الله سبحانه"[۸۰]

یعنی علم ظاہر نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہی کی وجہ سے تھا۔

پھر فرمایا: "إني أعلم من الله من حياة يوسف عليه السلام"[۸۱] یعنی میں یوسف علیہ السلام کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ زندہ ہیں۔

۴۔ روح البیان[۸۲] تحت آیتِ ہذا اِسی طرح مُفسّرین نے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ مذکورہ بالا جملہ اُس وقت کا ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے صُلح صفائی کر لی تو والدِ ماجد کے لئے اپنا(وہ قمیص جو تعویذ بنا کر گلے میں ڈالا تھا)بھیجا اِدھر قافلہ مصر سے روانہ ہوا اُدھر حضرت یعقوب علیہ السلام گویا ہوئے: "کما قال الله تعالى وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ" حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ گفتگو سُن کر آپ کے پوتے جو ساتھ بیٹھے تھے کہنے لگے: " قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ "اِس گفتگو کو یقین کر کے دِکھلایا کہ تھوڑے عرصہ بعد

---

(۷۹)روح المعاني, سورة يوسف, الآية 86, 42/7, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ.

(۸۰)روح المعاني, سورة يوسف, الآية 96, 53/7, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ.

(۸۱)روح المعاني, سورة يوسف, الآية 96, 53/7, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ.

(۸۲)روح البيان, سورة يوسف, الآية 96, 318/4, دار الفكر بيروت.

قافلہ آ گیا اور یہود ابڑے صاحبزادے نے پیراہنِ یوسفی ا(وہ قمیص جو تعویذ بنا کر گلے میں ڈالا تھا) حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر مَلا اور آپ نے صاحبزادوں کو خصوصاً اور رہتی دنیا کے تمام اہلِ ایمان کو عموماً یوں فرمایا: "إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ "(البقرة: ۳۰)

فائدہ: ناظرین یہ تھیں ہماری تصریحات اور بحمدہ تعالیٰ قرآنی تصریحات سے ہی ہمارے دلائل ہیں لیکن باوجود اِس کے گر کوئی نہیں مانتا تو وہ جانے، ہمارا کام تھا دلائل سے سمجھانا ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اب چند حوالے اسلافِ صالحین کے پڑھیے۔ جنھوں نے صاف لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کا حال معلوم تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُسے ظاہر نہ کرنے کا حکم تھا۔

تصریحات علماءِ کرام: عُلمائے متقدمین و اسلاف صالحین اور اکثر مُفسّرین علیھم الرحمہ کی یہی رائے ہے کہ سیّدنا حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے جُملہ حالات اَز کنعان تا تخت و تاج مصر سے نوازے جانے سے باخبر تھے۔

تفسیر مواھب الرحمن خلاصہ اِبنِ جریر و اِبنِ کثیر میں مولانا امیر علی ہدایہ و عالمگیری تحت آیت "اَنْ یَّاکُلَهُ الذِّئْبُ" لکھتے ہیں کہ خود اُن کو فَراست سے یوسف علیہ السلام کے آخر عمر تک کے واقعات معلوم تھے چاہو یہ کہہ دو کہ خواب وغیرہ سے ظاہر ہوئے لیکن اُنہوں نے مرادِ الٰہی تعالیٰ سے مُوافقت کی کہ یوسف علیہ السلام سے جُدائی و شُہودِ حقیقت پر نظر کر کے اپنی مُراد چھوڑ دی۔

۲۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۲۴۱ جلد ۴، تحت آیت " وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا "میں مُتعدّد(کثیر) اَشخاص کے اَسماء(نام) لکھے ہیں جو قبل یا بوقتِ ولادت گویا ہوئے اُن میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی ہیں جنہوں نے ماں کے پیٹ میں کلام فرمایا اصل عبارت یوں ہے:

وتكلم يوسف عليه السلام في بطن أمه فقال أنا المفقود والمغيب عن وجه أبي زمانا طويلا فأخبرت أمه والده بذلك فقال لها اكتمي أمرك[۸۳]

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اپنی ماں کے پیٹ میں بولے کہ میں گم شدہ ہوں گا اور اپنے والد گرامی سے ایک عرصہ غائب ہو جاؤں گا یہی خبر والدہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتائی تو آپ نے فرمایا اِس راز کو مخفی(چھپا کر) رکھنا۔

فائدہ: بتایئے اب بھی شک ہے جب پیارے پیغمبر نے دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے اپنے حالات بتائے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُسے سنا اور تقدیرِ الٰہی کے سامنے سر جھکا یا لیکن منکرین کی قسمت میں لکھا ہے انبیاء کرام علیھم السلام اور اَولیاء کرام کو مَطعون کرنا(الزام لگانا)۔

۳۔مواھب الرحمن صفحہ ۴۳ پارہ ۱۳ رکوع ۸، میں ایک روایت حضرت ابراہیم نخعی[۸٤] علیہ الرحمہ کی نقل کر کے لکھتے ہیں کہ مُترجم کہتا ہے کہ اِس سے معلوم ہوا کہ انبیاء والیاء کو اکثر باتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جن کے ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اُس کے بعد بڑی قوی اور مضبوط دلائل سے اِس مسئلہ کو ثابت کر کے آخر میں لکھا کہ جب یہ اصل ثابت ہو گئی تو اِس سے بہت سے مدارِک(دلائل) جس سے عوام[۸٥] کے مُستَرد(رد) ہوتے ہیں حل ہو گئے اور واضح ہو کہ جو کچھ وَقائع(حالات/واقعات) اِس قصہ میں حضرت یوسف و حضرت یعقوب علیھما السلام سے واقع ہوئے وہ باعلام و اجازتِ الٰہی تعالیٰ تھے و لیکن استعمال

---

(۸۳) روح البیان, سورة یوسف, الآیة 46, 241/4, دار الفکر بیروت.

(۸۴) اسے ہم اپنے مقام پر نقل کر چکے ہیں۔

(۸۵) اس سے وہابی نجدی دیوبندی مراد ہیں ورنہ ہم اہلِ سنت بفضلہ تعالیٰ متر دو نہیں بلکہ ہم پختہ یقین سے مزین ہیں۔

اُن میں ظاہری تدابیر وطریقہ نظامِ عالم کا ہوا ہے جزم به الكشاف ايضاً۔ اِس کے بعد اُسی میں وہی دلائل لکھے جو فقیر نے رسالہ ہذا میں درج کیے ہیں اور قول حضرت یعقوب علیہ السلام کا" اَعْلَمُ مِنَ اللهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ قوله يٰبَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وقوله لا جِدُ رِيحَ يُوسُفَ "سب اُس کے واسطے شَواہدِ صحیحہ واشاراتِ قوّیہ ہیں۔

اِن تینوں تفسیروں کے علاوہ تفسیر کبیر وغیرہ میں تصریحات سپُردِ قلم کئے ہیں اگر موقعہ ملا تو تفسیر اویسی میں مزید تصریحات لکھوں گا۔ إن شاء الله تعالی

عقلی دلائل علمِ حضرت یعقوب علیہ السلام

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیر سے اُن کی تمام سوانح عُمری (حالاتِ زندگی) بتادی۔ ۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے بھیڑ یئے کی خبر پر جُستجو تفتیش نہ کرنا بھی اُن کے علم کی غمّازی کرتا ہے لیکن تقدیر الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خَم کرکے خاموش رہے چنانچہ حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

۱۔ مواهب الرحمن صفحہ ۲۰۳، تحت آیت مضمون والله المستعان میں ہے کہ شاید وحی سے منع کئے گئے ہوں تاکہ مشقّت سے ثواب زیادہ ہو۔[۸۶]

۲۔ صاحبِ روح المعاني علیہ الرحمہ نے علامہ فخر رازی قُدّس سِرّہ سے چند سوالات کرکے بہترین جوابات دیئے ہیں جنہیں یہاں نقل کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ قارئین کو معلوم ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کا علم ماننا ضروری ہے ورنہ منکرینِ عِصمتِ انبیاء علیہم السلام (وہ لوگ جو انبیاء کی معصومیت کا انکار کرتے ہیں) اپنے غلط عقائد میں عوام کو وَرغلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ بحث اِس لائق ہے کہ اِسے بغور پڑھا جائے کہ وہابیہ دیوبندی حضرت یعقوب علیہ السلام کا انکار کرکے منکرینِ عصمتِ انبیاء علیہم السلام کی وراثت سنبھال رہے ہیں اور ہم بحمدہٖ تعالٰی اپنے اسلافِ صالحین علیہم الرحمہ کے نقشِ قدم پر ہیں۔

از منکرینِ عِصمتِ اَنبیاء علیہم السلام: اگرچہ قَضاوقَدر (تقدیر) کے سامنے سَرِ تسلیم خَم کرکے صبر کرنا واجب ہے لیکن ظلمِ ظالمین اور مَکرِ ماکرین (چالاکوں کی چالبازیوں) پر صبر نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایسے مواقع پر اُن کے ظلم اور مکر وفَریب کا ازالہ ہو یا اُس کے ساتھ دھوکہ اور مکر و فریب کا ازالہ واجب ہے بالخصوص جب دوسرے پر ظلم کیا جارہا ہو تو حَسبِ اِستطاعت مظلوم کی اِعانت (مدد) فرض ہے۔ بالخصوص حضرت یعقوب علیہ السلام پر مزید ضروری تھا کہ وہ نبی تھے اُن کی اولاد اور اُن کی اُمّت اور نبی اپنی اُمّت کا حاکمِ مطلق (ایسا حکمران جو مکمل اختیار رکھتا ہو) ہوتا ہے اِس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام پر ضروری تھا کہ جب بیٹوں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو اُنہیں یوسف علیہ السلام کی تلاش میں حتی الامکان جَدّ و جُہد لازمی تھی جب انہیں دلائلِ واضحہ وبراہینِ قاطعہ (ظاہر اور واضح دلائل) بالخصوص بہ عقیدہ اَہلِ سنّت عِلمِ لَدُنّی سے یقین ہوگیا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں مزید آں خود بہت بڑی شہرت کے مالک تھے جُملہ ممالک بالخصوص اپنے ملک میں تو اُن کا ثانی کوئی نہ تھا اور ملک کا چھوٹا بڑا امیر غریب آپ کی تعظیم و تکریم اور آپ کے معاملہ میں بالخصوص محبوب ترین صاحبزادے کی تلاش کے لئے جان کی بازی لگانے کو تیار تھا لیکن آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش کی طرف معمولی طور پر بھی توجہ نہ دی بلکہ رونے، آنسو بہانے میں لگ گئے اور ایسے معاملہ میں ایک معمولی انسان بھی کوتاہی نہیں کرتا چہ جائیکہ اب بااختیار اُولوالعزم (استقامت رکھنے

---

(۸۶) تفسیر مواهب الرحمن، پارہ 12، سورۃ یوسف، الآیۃ 18، صفحہ نمبر 189، مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ۔

والے) نبی اور ایسے اُمور میں چشم پوشی کی نہ شرع اجازت دیتی ہے نہ عقل لیکن وہ صاحب شریعت پیغمبر علیہ السلام نے نہ صرف چشم پوشی کی بلکہ اپنے محبوب ترین صاحبزادے یوسف علیہ السلام کو گویا جان بوجھ کر ظلم کے منہ میں جھونک دیا۔(۸۷)

جوابات: امام فخر الدین رازی قُدّس سِرّہ سے نقل کر کے روح المعانی نے مُتعدّد جوابات دیئے ہیں فقیر یہاں صرف وہ جوابات نقل کرتا ہے جو ہمارے موضوع سے متعلق ہیں، وھی ھذا:

۱۔لا جواب عن ذلك إلّا أن يقال إنه سبحانه وتعالى منعه عن الطلب تشديدا للمحنة وتغليظا للأمر (۸۸)

یعنی اُس کا صرف یہی جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی تلاش سے روک دیا تا کہ اُن کے فِراق (جدائی) میں زیادہ محنت و مشقت میں مبتلا ہوں۔ یہی ہم وہابیہ دیوبندیہ کو کہتے ہیں۔

۲۔لعله عليه السّلام علم أن الله تعالى يصون يوسف عن البلاء والمحنة وأن أمره سيعظم بالآخرة (۸۹)

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ہر بَلا و مصیبت سے بچا کر انجام بکار بہتر ہی ہو گا۔

چنانچہ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ذّرہ ذرّہ کا حال حضرت یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو حفاظتی کاروائی منجانب اللہ ہوئی وہ ہر مُفسّر کو معلوم ہے تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کی تفسیر اویسی دیکھئے۔

۳۔فلما وقع يعقوب عليه السلام في هذه البلية رأى أن الأصوب الصبر والسكوت وتفويض الأمر بالكلية إلى الله تعالى لا سيما إن قلنا إنه عليه السلام كان عالما بأن ما وقع لا يمكن تلافيه حتى يبلغ الكتاب أجله (۹۰)

یعنی جب حضرت یعقوب علیہ السلام اُس بَلا میں مبتلا ہوئے تو دیکھا کہ بھلائی صبر و سُکوت (خاموشی) اور اپنے جُملہ اُمور اللہ تعالیٰ کی طرف سپُرد کریں بالخصوص جب کہیں کہ اُنہیں علم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جو ہونا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا اور اُس کی تلافی (یعنی ازالہ) ناممکن ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا مکمل ہو۔

یہی ہماری مَعروضات (مطالبات) ہیں لیکن وہابیہ دیوبندیہ کی قسمت میں لکھا ہے کہ وہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تنقیص (توہین) کریں اور ہماری قسمت میں لکھا ہے کہ اُس کا اِزالہ کریں۔

خلاصہ یہ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یقین کر کے چپ ہو جانا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نے نہیں کھایا دلالت کرتا ہے کہ اُن کا تقدیر اِلٰہی کے سامنے سر جھکانے کا ارادہ تھا ورنہ اُلٹا شرعاً و عقلاً اُن پر بہت بڑے گناہ کا الزام آتا ہے کہ جب وہ عالِمِ دنیا میں اَسباب کے استعمال کے پابند ہیں تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش کی جُستجو سے اجتنابِ اِعتِنائی و لاپرواہی ہوں۔

---

(۸۷) روح المعاني، سورة يوسف، الآية 18، 393/6، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۵ ھ م. بتصرف.

(۸۸) روح المعاني، سورة يوسف، الآية 18، 393/6، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۵ ھ م.

(۸۹) روح المعاني، سورة يوسف، الآية 18، 393/6، 394، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۵ ھ م.

(۹۰) روح المعاني، سورة يوسف، الآية 18، 394/6، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۵ ھ م.

علاوہ ازیں جب بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے غائبانہ کام کرتے تو واپسی پر رپورٹ(Report) دیتے اور آپ کو اصلی واقعہ سے آگاہ فرمادیتے مثلاً اُنہوں نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا آپ نے فرمایا: "بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ انفُسُكُمْ امراً" جب اُنہوں نے بنیامین پر چوری کا الزام لگایا تو بھی آپ نے اصلی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا۔

باب دوم: سوالات وجوابات

قبل اِس کے کہ فقیر مخالفین کے سوالات کے جوابات عرض کرے پہلے مقدّمہ قاعدہ ذہن نشین فرمائے وہ یہ کہ قرآن وحدیث اور عُلمائے ملّت کی تصریح موجود ہو تو وہاں گمان اور خیالی اَمر قابلِ حجّت نہیں یعنی تصریح کے بعد اگر مگر چونکہ چنانچہ کی دال نہیں گلتی۔ بحمدہ تعالیٰ ہم نے قرآن مجید اور بزرگانِ اسلام کی تصریحات کے ساتھ عقلی دلائل سے مسئلہ کو واضح کیا۔ اب مخالفین پر لازم ہے کہ وہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم مبارک کی نفی میں تصریح پیش کریں ورنہ چونکہ چنانچہ اگر مگر کی گاڑی نہیں چلتی۔ ناظرین نے گذشتہ اَوراق میں پڑھ لیا کہ ہم نے اپنے دعویٰ میں ایک درجن سے زائد آیاتِ قرآنی اور چار درجن سے زائد مُعتمَد و مُستند مُفسّرین کی تصریحات پیش کی ہیں اور مخالفین کے ہاں اگر کوئی قرآنی دلیل یا حدیثِ پاک کی تصریح ہے تو پیش کریں ورنہ اور چونکہ چنانچہ کا سرمایہ کہ اگر علم تھا تو یوں کیوں ہوا تو ایسے کیوں مثلاً اُنہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم پر کوئی ایک دلیل ہی نہیں پیش کی البتہ حضرت شیخ سعدی قُدّس سِرّہ کے مندرجہ ذیل اَشعار پڑھ کر سنا کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں اُن کے جوابات آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہوں

اَشعارِ سعدی قُدّس سِرّہ

یکے پرسیّد از آن گم کردہ فرزند	کہ اے روشن گھر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی	چرا در چاہ کنعانش ندیدی؟
بگفت احوال ما برق جہان است	دمی پیدا و دیگر دم نہان است
گھی بر طارم اعلیٰ نشینیم	گہے بر پشت پائے خود نبینیم[91]

جوابات: قبل اِس کے کہ فقیر اَشعارِ شیخ سعدی کے جوابات لکھے وہ دلائل پڑھئے جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ بسا اوقات رونا علم کی علامت ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔ رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بَشری تقاضوں کے اظہار کی دلیل ہے اِس لئے کہ بشریّت پر جب اِس قسم کے حَوادِث (واقعات) کا وُرود (داخلہ) ہوتا ہے تو بشریّت (انسانیت) اپنے تقاضے (ضرورتیں) پوری کرتی ہے، مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالتے وقت بذریعہ اِلہام یقین دہانی کرائی کہ "تیرا یہ صاحبزادہ واپس تجھے ملے گا اور بعد کو رسول وپیغمبر بنے گا فلہٰذا اِسے دریا میں ڈال دے اور نہ گھبرانا اور نہ ہی غم کھانا۔" "کماقال الله تعالی: وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ" اس کے باوجود جب بی بی نے دیکھا کہ صاحبزادہ فرعون کے ہاتھ لگ گیا تو آپے سے باہر ہو گئی اور قریب تھا کہ راز فاش

---

(۹۱) (سعدی » گلستان » باب دوم در اخلاق درویشان « حکایت شمارۂ ۱۰)

ترجمہ: کسی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا، آن گم کردہ فرزند کا مطلب کہ جو اپنا بیٹا گم کر بیٹھے ہوں، آپ کو اپنے پسر کے لباس کی مصر سے بو آگئی۔ لیکن جب اس کو چاہِ کنعان میں ڈالا گیا تو آپ کو کیوں نہ علم ہوا؟ جواب دیا۔ کہ میرے احوال بھی اس دنیا کے حالات کی طرح ہیں، کہ کبھی کچھ، کبھی کچھ۔ مثال ہے کہ برق یعنی بجلی کی مانند۔ کبھی چمکتی ہے، ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے لمحہ سب کچھ چھپ جاتا ہے، کبھی تو میں ایسی کیفیت میں ہوتا ہو کہ جیسے کسی مسند یا شہہ نشین حالت ہو اور کبھی خود ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ اپنے پاوں کی پشت تک نگاہ نہیں پڑتی۔ (ن اُویسی)

کر دیتی۔"کما قال اللہ تعالی: وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَى فَرِنًا إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِه" وہ بی بی ولیہ کاملہ تھیں اِسی لئے تو اُنہیں وحی ربّانی یعنی اِلہام حق سے نوازا گیا باوجود یکہ اُنہیں قرآنی ارشاد سے علم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اُنہیں واپس ملیں گے اور جوان ہو کر رسول و پیغمبر بنیں گے لیکن بَشری تقاضا اُس کے برعکس اُنہیں لے گیا۔ ایسے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہوا کہ باوجود یکہ پہلے وہ خود فرما بیٹھے کہ "لا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ إلى أن قال وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ" لیکن بشریّت کے تقاضے سے روئے اور خوب روئے اگر بی بی سے بَشری تقاضے پر بے صبری ہو گئی اور اُن کے علم پر حَرف نہیں آتا تو ا۔ نبی پاک کے رونے سے لاعلمی کی تُہمت کیوں؟ ۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بدر کے وُقوع سے پہلے یقین دہانی کرائی گئی کہ فتح و نُصرت آپ کو ہو گی لیکن اُس غزوہ میں لشکرِ کفّار کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی قِلّت (کی) اَسباب کے تحت کتنا گڑ گڑائے تو یہاں بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) آپ کو فتح و نُصرت کا یقین نہیں تھا بلکہ کہا جائے گا کہ علم تھا لیکن اُمّت کو عِجز و نیاز کا درس دینا مطلوب تھا۔ ایسے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ اُسے حکمت اور رازِ مخفی سے تعبیر کیا جائے۔

۳۔ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سانحہ اگرچہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصال کے بعد ہوا لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ کے وقت بیان فرمایا کہ میرے حسین رضی اللہ عنہ کو میری اُمّت شہید کرے گی اور آپ نے اُس وقت کربلا کی سُرخ مٹی دِکھا بھی دی اور ساتھ گریہ بھی فرمایا اور چشمانِ مبارکہ سے آنسو بھی بہہ نکلے۔ حدیثِ پاک کے الفاظ یہ ہیں بی بی اُمّ الفضل رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

فدخلت يوما على رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعته في حجره ثم كانت مني التفاتة فإذا عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تهريقان الدموع قالت فقلت يا نبي الله بأبي أنت وأمي مالك قال أتاني جبريل عليه السلام فأخبرني أن أمتي ستقتل ابني هذا فقلت هذا قال نعم وأتاني بتربة من تربته حمراء[۹۲] (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۷۲)

یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہو چکی تھی میں نے بچے کو حضور علیہ السلام کی گود میں رکھ دیا پھر میں نے توجہ کی تو آپ کی چشمانِ مبارکہ آنسو بہا رہی تھیں فرماتی ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ روتے کیوں ہیں؟ فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور خبر دی کہ میری اُمّت تیرے اِس بچے (امام حسین رضی اللہ عنہ) کو شہید کرے گی تو میں نے کہا: اسی (حسین رضی اللہ عنہ) کو؟ آپ نے فرمایا: ہاں بلکہ جبریل علیہ السلام کربلا کی سُرخ مٹی بھی میرے پاس لایا ہے۔

فائدہ: اِس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ علم کے ہوتے ہوئے گریہ تھا یہی ہمارا مقصد ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو آغازِ قصّہ میں تمام حالات سے اِجمالاً آگاہ بھی فرما دیا اُس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام کے رونے کو لاعلمی کی دلیل بنانا ہے تو سمجھو وہ اَحمقوں کی جنّت میں رہنا ہے عقل والے جانتے ہیں کہ رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ ظاہری مُفارقت و جُدائی سے رونا بشریّت کا فطری تقاضا ہے جیسے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے وصال کے وقت روئے حالانکہ آپ سے قُبور اَوجھل نہ تھے آپ جب چاہتے ہر وقت اپنے پیارے صاحبزادے کو اُن کے مزار سے دیکھتے رہتے لیکن جُدائی و مُفارقت سے رونا بشری تقاضا تھا اِس لئے روئے، تو ثابت ہوا رونا لاعلمی کی دلیل نہیں۔

---

(۹۲) مشكاة المصابيح, كتاب المناقب, باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم, الفصل الثالث, رقم الحديث 6180, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة.

عقلی دلیل: ۱۹۷۱ء میں ہندو پاکستان کی جنگ میں ہمارے جنگی قیدی ہندوستان کی جیل میں پکڑے گئے تھے اُن کی گفتگو ریڈیو پر سنائی گئی یا ٹیلی ویژن میں صورتیں دکھائی گئیں تو جونہی کسی کی آواز سنی یا صورت دیکھی تو گھر میں صفِ ماتم بچھ جاتی اور آہ وفُغاں اور شوروغُل سے گھر کی در و دیوار گونج اُٹھتے تو کیا یہ رونا لاعلمی کی دلیل تھی یا جسمانی جُدائی اور مُفارقت کی نشانی ہے۔ ہمارے حُجاج کرام جب حج کو روانہ ہوتے ہیں تو رونا آتا ہی ہے لیکن جونہی دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی خیر وعافیت سے خُطوط پہنچتے ہیں تو ہم میں بعض حضرات خط پڑھتے جاتے ہیں اور آنسو بھی بہاتے جاتے ہیں کیا ایسے رونے کو کوئی لاعلمی کی دلیل بنا سکتا ہے تو پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کے ذمّے کیا قصور ہے کہ اُنہیں لاعلم فرمایا جارہا ہے صرف اِس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور خدا کے رسول کے ساتھ دُشمنی اور بُغض وعَداوت کا مظاہرہ کون کرتے ہیں یہ قارئین خود سوچیں۔ اب شیخ سعدی قُدّس سِرّہ کے اَشعار کے جوابات سنیئے۔

جواباتِ اَشعار شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:

۱۔ حضرت شیخ سعدی قُدّس سِرّہ کے اَشعار ہمارے مندرجہ حوالہ جات کے عین مطابق ہیں وہ اِس لئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سائل کے جواب میں اپنی لاعلمی کا اظہار نہیں بلکہ ایک مثال دے کر علم کا اِثبات پھر اُس کے عَدمِ اظہار کی حِکمت بھی بتادی لیکن مخالفین غَبی (کند ذہن) ہیں انبیاءِ کرام علیھم السلام کی توہین اور گستاخی کی نحوست سے عقل وفَہم سے ہاتھ دھو بیٹھے ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب سائل نے پوچھا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی قمیص کی خوشبو تو مصر سے سونگھ لی تھی لیکن کیا وجہ تھی کہ آپ نے اُنہیں کنعان کے کنوئیں میں نہ دیکھا تو اِس کے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے گویا فرمایا: بگفت: احوالِ ما برقِ جہان است دمی پیدا و دیگر دم نہان است [۹۳]

ترجمہ: فرمایا: ہمارے اَحوال چمکنے والی بجلی کی طرح ہیں کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ۔ غور کیجئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی مثال بجلی سے دی کہ وہ کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ تو جیسے بجلی اپنے ظُہور وخِفا میں موجود ہوتی ہے لیکن حکمِ رَبّانی کی منتظر ہوتی ہے جب ظاہر ہونے کا حکم ہوتا ہے تو ظاہر ہوتی ہے ورنہ پوشیدہ رہتی ہے ایسے ہی انبیاءِ کرام علیھم السلام واَولیاءِ کرام علیھم الرحمہ کے عُلوم کا حال ہے اُنہیں اَشیاء کا علم ہوتا ہے لیکن ظاہر نہیں کرتے اور اِس میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں۔

یہاں بھی وہی بات ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام تو حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق خبر نہ دینا بھی ایک مَصلِحت ہے اور مَصلِحت سے نہ بتانا لاعلمی کی دلیل نہیں بنتی لیکن افسوس کہ مخالفین اِدھر تو علمی شیخیاں مارتے ہیں مگر اُنہیں شیخ سعدی قُدّس سِرّہ کے اَشعار سمجھنے کی لیاقت (قابلیت) تک نہیں ورنہ مذکورہ قاعدہ کے مطابق سیّدنا حضرت یعقوب علیہ السلام مُستغرق باللہ (اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت میں ڈوبے ہوئے) اور فنا فی اللہ (اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا کر چکے) تھے۔ اُنہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے اپنی لاعلمی کے اظہار کے بجائے اپنا حال بتادیا کہ

گہی بر طارمِ اعلیٰ نشینیم گہی بر پشتِ پایِ خود نبینیم [۹۴]

ترجمہ: کبھی ہم عرش اعلیٰ پر بیٹھے ہوتے ہیں تو کبھی ہم اپنے پاؤں کی پیٹھ کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔

---

(۹۳) (سعدی » گلستان » باب دوم در اخلاق درویشان » حکایت شمارۂ ۱۰)

(۹۴) (سعدی » گلستان » باب دوم در اخلاق درویشان » حکایت شمارۂ ۱۰)

غور کیجئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنا حال بتایا کہ ہم کبھی یوں ہوتے ہیں اور کبھی یوں اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کے مَراتِب میں ترقی ہوتی ہے کہ تَنَزُّلی(گھٹنا)۔ چنانچہ "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰى" میں مُصرَّح(صراحت) ہے اِس معنی پر ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے ترقی چاہیے نہ کہ تَنَزُّلی(گھٹنا) اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ترقی کا معنی یوں ہو سکتا ہے کہ وہ پہلی پرواز عرش الٰہی تک رکھتے ہیں لیکن جب اور آگے ترقی کی تو فنافی اللہ ہو گئے یہاں تک کہ پُشت پائے خود یعنی اپنی ذات سے بھی بے نیاز ہو گئے اور یہی اُن کی ترقی ہے نہ یہ کہ وہ کبھی باخبر ہوتے ہیں کبھی بے خبر یہ کسی بیوقوف کی سوجھ بوجھ ہو گی ورنہ ظاہر ہے کہ کیا انسان اپنے پاؤں کی پُشت کو دیکھنے سے عاجز ہے یا یہ معنی کہ وہ دیکھ تو سکتا ہے لیکن اُسے اپنے اِس ادنی امر سے کیا واسطہ جب وہ دیدارِ حق اور وِصالِ یار میں محو(ڈوبا ہوا) ہے۔ فقیر کی اِس مختصر تقریر سے واضح ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی لاعلمی کے بجائے اَشعار شیخ سعدی سے اُلٹا علم بلکہ اعلیٰ مرتبہ ثابت ہوتا ہے لیکن اُسے جو نُبوّت کے بُغض وعَداوت سے دور اور اُس کی محبت و عشق سے سرشار ہے۔ ذیل میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے رونے کے وجوہ(اسباب) معتبر و مستند تفاسیر سے نقل کئے تاکہ اَہلِ انصاف کو یقین ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ علم کی دلیل ہے ہاں رونے کے اَسباب کچھ اور تھے اِس سے قبل مُفسّرین کی تصریحات گذری ہیں۔ چند آراء(افکار) یہاں ملاحظہ ہوں۔

مُفسّرین کی آراءِ گرامی اور ان کے دلائل: گذشتہ اَوراق میں تفصیل کے ساتھ آگیا ہے، یہاں پر صرف دو حوالوں پر اِکتفا کرتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن کا رونا لاعلمی کی دلیل نہیں کیونکہ رونے میں حکمت تھی چنانچہ مواھب الرحمن صفحہ ۷۷ پارہ ۱۳ تحت آیت "قَالَ إِنَّمَا الشنوا بريا الخ" لکھا ہے کہ مُترجِم کہتا ہے کہ اِس میں اشارات ہیں کہ میری گریہ وزاری اپنے رب کی جانب بعض حکمت پر مبنی ہے (واللہ تعالیٰ اعلم)[95] سند المُفسّرین سیّد محققین مُعتمد علیہ مخالفین حضرت علامہ سیّد محمود آلوسی علیہ الرحمہ اُس کا ایک سبب صاحب روح المعانی نے صفحہ ۱۸۰ تحت آیت: "بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ الخ" لکھا کہ ولعله مع هذا العلم إنما حزن عليه السلام لما خشي عليه من المكروه والشدائد غير الموت[96] یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام جاننے کے باوجود مَحزون(غمگین) اِس لئے ہوئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر تکالیف و مَصائب ہونے والے تھے اِس لئے خوفزدہ ہوئے۔

خلاصہ کلام: ہم حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُنہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے جُملہ حالات کا علم تھا اور چونکہ امتحان ایزدی تھا اِسی لئے باپ بیٹے کو جُدائی ڈال دی اِسی لئے جسمانی مُفارقت سے حضرت یعقوب علیہ السلام روئے اور رونا لاعلمی سے نہیں تھا بلکہ جُدائی سے تھا تفصیل ہم نے لکھ دی ہے۔

وصلى الله عليه وعلى آله وسلم وأصحابه أجمعين

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

---

(۹۵) تفسیر مواھب الرحمن، پارہ 13، سورۃ یوسف، الآیۃ 86، صفحہ نمبر 71، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ۔

(۹۶) روح المعاني، سورة يوسف، الآية 18، 392/6، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ م.

ھذا آخر ھا رقم قلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

محرم الحرام ۱۳۹۹ھ بروز بدھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۷۸ء

تتمہ

چونکہ سیّدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے قمیص مبارک سے سیّدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی چشمانِ مبارک کو فائدہ ہوا اِسی لئے تبرّکاً اُس کی بحث آخر میں پیش کی جاتی ہے۔

برکاتِ قمیص یوسف علیہ السلام: مخالفین حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم پر بھی حملہ آور اور آپ کی بینائی پر بھی حملہ کیا ہے فقیر نے اِن دونوں حملوں کو بے اثر کردیا پہلے حملہ کا جواب "علم حضرت یعقوب علیہ السلام" دوسرے کا "انارۃ القلوب" کے نام سے دو رسالے قارئین کی نظر کیے۔

اب قارئین کو غور فکر کی دعوت ہے کہ مخالفین کی عیب جوئی کو دیکھ کر اعتراض کرنے کو آئے تو کئی مضامین نکال لائے لیکن انبیاءِ کرام علیہم السلام کے کمالات کے بیان واظہار سے کتراتے ہیں کیوں؟ حالانکہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے کمالات بیان کرنا عین اسلام اور اُن کے عیوب تلاش کرنا بے ایمان لیکن مُدّعیانِ اسلام کا طریقہ برعکس ہے بہر حال حضرت یعقوب علیہ السلام کا علمی کمال فقیر نے علم یعقوب (رسالہ) میں مُفَصّل عرض کیا اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی پیش کئے یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھائیوں سے حال سناتو فرمایا: " اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا " اے میرے بھائیوں میری قمیص لے جاؤ "فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا" پس اُسے والد گرامی کے چہرے پر لگاؤ تو اُس کی برکت سے آنکھوں والے ہو جائیں گے اور میرے ہاں جب تشریف لائیں گے تو بینا ہوں گے۔ اُن کی چشمانِ مبارک پر سفیدی جو ضُعف (کمزوری) سے چڑھ گئی ہے وہ دور ہو جائے گی اور اُن کے اندر روشنی لوٹ آئے گی۔

فائدہ: حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فِراق (جدائی) سے روتے رہے تو آپ کی چشمانِ مبارکہ میں ضُعف پیدا ہو گیا تھا نہ کہ بالکل نابینا ہو گئے۔ تھے یہ خیال غلط ہے اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کی توہین بھی، تفصیل فقیر کے رسالہ "انارۃ القلوب في بصارۃ اليعقوب" میں ہے۔

کمالِ یعقوب علیہ السلام: چنانچہ برادرانِ حضرت یوسف علیہ السلام اُس قمیص کو لیکر مصر سے کنعان کو روانہ ہوئے تو کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہوئی اور آپ نے گھر والوں سے فرمایا: إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ " میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو پارہا ہوں اور تم مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھیا گیا ہے (عقل سے محروم نہ سمجھو)۔

فائدہ: چونکہ مِن حیث البَشر (انسان ہونے کی حیثیت سے) ایسی بات ناممکن ہوتی ہے اِس لئے جو لوگ انبیاءِ کرام علیہم السلام کو صرف اپنے جیسا بَشر سمجھتے ہیں وہ ایسی باتوں کو اور قیاس سمجھ کر انکار کر دیتے ہیں لیکن اگر ایسی باتوں کو من حیث النبوۃ (نبوت کے اعتبار سے) دیکھا جائے تو تسلیم کے سوا چارہ نہیں ہوتا۔ الحمدللہ

ہم اَہلِ سنّت کمالاتِ انبیاءِ کرام علیھم السلام اور اَولیاءِ کرام علیھم الرحمہ بلا نکیر (بغیر کسی انکار کے) اِس لئے تسلیم کر لیتے ہیں کہ ہماری نگاہ اُن پر من حیث النبوۃ والولایۃ ہوتی ہے اور جن لوگوں کو اُنہیں اپنے جیسے بَشر کا عقیدہ ہے وہ تسلیم کرنے کے بجائے ہزاروں عذر کھڑے کر دیتے ہیں یاد رہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے قمیص کی خبر دی اُس وقت وہ دوسو چالیس (۲۴۰) میل دور تھا(۹۷) (روح البیان)، بہر حال حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص جس کی خوشبو کی خبر حضرت یعقوب علیہ السلام نے قبل از وقت دی تھی وہ مصر سے یہودا لیکر چلا تھا وہ ایک عرصہ کے بعد پہنچ گیا اور حَسب الحکم حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر پھیرا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی میں تیزی آگئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے علمی کمال تحدیثِ نعمت (اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا اظہار) کے طور پر بیان بھی فرمایا، چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

فَلَمَّآ أَنْ جَآءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

یعنی جب خوشخبری دینے والا حاضر ہوا تو قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا تو اُن آنکھیں روشن ہوگئیں، فرمایا: کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

فائدہ: دراصل اِس سے قبل آپ امتحان میں تھے اب امتحان ختم ہوا تو آپ نے قبل از وقت خبر دیدی اگرچہ پہلے بھی آپ بے خبر نہ تھے۔ گذشتہ اوراق میں تفصیل گذری چکی ہے۔

شفاء ھی شفاء: روح البیان کی اِسی آیت میں ہے کہ وہ قمیص جس بیمار پر پھیری جاتا وہ شفایاب ہو جاتا۔

فائدہ: آیت سے ثابت ہوا کہ نبی کے پہنے ہوئے کپڑے بھی برکتوں اور رحمتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ اِس لے پیراہنِ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کے لئے علاج شافی ہو گیا۔

ملبوساتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم: حضور اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف کپڑے بلکہ آپ کی ہر چیز رحمت و برکت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز بلاؤں کو دور اور اَمراض (بیماریوں) کو زائل کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔

قمیص مبارک کے برکات: اِبنِ عدی محمد بن جابر سے روایت کرتے ہیں کہ سنان بن طلق نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا دیجئے میں اُس کو بطورِ تبرُّک (برکت کے طور پر) اپنے پاس رکھوں گا، محمد بن جابر کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ وہ ٹکڑا اَباً مِن جَدٍ (دادا کی طرف سے) میرے پاس آیا "يَغْسِلُهَا لِلْمَرِيضِ يَسْتَشْفِيْ بِهَا "(۹۸) (خصائص جلد ا صفحہ ۱۶) یعنی ہم اُس قمیص کے ٹکڑے کو دھو کر مریض کو پلاتے اور وہ شفایاب ہو جائے۔

---

(۹۷) روح البیان, سورۃ یوسف, الآیۃ 94, 315/4, دار الفکر بیروت.

(۹۸) الخصائص الکبری للسیوطي, ذکر المعجزات التي وقعت عند وفادۃ الوفود علیہ صلی اللہ علیہ وسلم, باب ما وقع في وفد بني حنیفۃ من الآیات, 25/2, 26, دار الکتب العلمیۃ بیروت.

جبہ مبارک: حضرت اَسماء سے مَروی ہے کہ اُنہوں نے ایک سبز رنگ کا دھاری دار جبہ دِکھایا اور فرمایا: یہ وہ جبہ ہے جسے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم زیبِ تن فرمایا کرتے تھے جب کوئی بیمار ہوتا: "فنحن نغسلها فنستشفي بها"[99] (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۳۱) یعنی تو ہم اس مقدس جبہ کو پانی میں دھو کر مریض کو پلاتے ہیں مریض اچھے ہو جاتے ہیں۔

پیالہ مبارک: اما قاضی عیاض شفا شریف میں اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا پیالہ تھا جب کوئی بیمار ہوتا: "فكانت تجعل فيها الماء في المرضى فيستشفون بها"[100] (شفا شریف) یعنی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اُس پیالہ میں بیماروں کو پانی پلایا کرتی تھیں اور بیمار اچھے ہو جاتے تھے۔

چادر مبارک مغفرت ہے: امام بخاری سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر خدمتِ نبوی میں پیش کی ایک صحابی جو خدمتِ اقدس میں حاضر تھے اُنہوں نے کہا: "کیا اچھی چادر ہے" آپ نے اُتار کر اُن کو دیدی۔ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے اُن کو مَلامت کی کہ تم جانتے ہو کہ حضور علیہ السلام کو چادر کی ضرورت تھی یہ بھی جانتے ہو کہ سرکار کسی کا سوال رد نہیں کرتے، اُنہوں نے جواب دیا: "رجوت بركتها"[101] یعنی میں نے یہ چادر اِس لئے لی ہے کہ اِس سے برکت حاصل کروں۔

فائدہ: صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی نسبت مبارک کو باعثِ مغفرت سمجھتے ہیں کیا صحابہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ قمیص صوت سے بنایا گیا ہے مگر اُس کے ساتھ اُنہیں یہ بھی یقین تھا کہ یہ وہ چادر ہے جس کو اُس مقدّس ہستی کے لباس ہونے کا شرف حاصل ہے کہ جس کے مبارک جسم سے کوئی چیز چھو جاتی ہے وہ بھی مبارک ہو جاتی ہے۔ ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین کے پہنے ہوئے کپڑوں کو مُتَبَرَّک (بابرکت) سمجھنا اُن کی تعظیم کرنا اُن سے مریضوں کے شفایاب ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز ہے بدعت و شرک نہیں بلکہ خود سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین کی مُستَعمَل (استعمال) شدہ اشیاء کو مُتَبَرَّک (بابرکت) سمجھنا چاہیے مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو غسل کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "فألقى إلينا حقوه فقال أشعرنها إياه"[102] (مسلم شریف) یعنی اپنا تہبند شریف دیا اور فرمایا کہ اِس میں اُن کو کفن دینا۔

---

(۹۹) حجة الله على العالمين, رقم الصفحة 311, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, 2015م.

(۱۰۰) یہ روایت شفاء شریف میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کے متعلق نہیں ملی بلکہ ابو القاسم بن مامون رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق ملی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ (ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ایک پیالہ تھا ''فكنا نجعل فيها الماء للمرضى فيستشفون بها'' ترجمہ: پس ہم اس میں مریضوں کو پانی بھر کر پلاتے تھے تو وہ اس سے شفایاب ہو جاتے تھے۔) اس سے پہلے قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت جبہ مبارک کے حوالے سے نقل کی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ایک جبہ مبارک کے متعلق فرماتی ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے ''فنحن نغسلها للمرضى يستشفى بها'' ترجمہ: پس ہم اس کا دھوون مریضوں کو پلاتے ہیں تاکہ وہ شفایاب ہو جائے)۔

الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, القسم الأول, الباب الرابع, فصل في كرامته وبركاته وانقلاب الأعيان له فيما لمسه أو باشره صلى الله عليه وسلم, 331/1, دار الكتب العلمية, بيروت لبنان [illegible] م.

(۱۰۱) صحيح البخاري, كتاب الأدب, باب حسن الخلق والسخاء وما يكره من البخل, رقم الحديث 6036, 14/8, الطبعة السلطانية بالمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر [illegible] هـ بأمر السلطان عبد الحميد الثاني.

(۱۰۲) صحيح مسلم, كتاب الجنائز, باب في غسل الميت, رقم الحديث 939, 646/2, مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه القاهرة [illegible] م.

علامہ نووی اِس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے اپنا تہبند کیوں عطا فرمایا، فرماتے ہیں: "والحكمة في إشعارها به تبريكها به"[۱۰۳] (صفحہ ۳۰۵، جلد ا) اُس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے تہبند شریف کے باعث برکت ہو جائے گی۔

---

(۱۰۳) المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج , 3/7 , دار إحياء التراث العربي بيروت , الطبعة الثانية۲ .